

حق سکنی (پگڑی) کی شرعی حیثیت:

سوال: صاحب ہدایہ نے بیع حق المرور کو جائز قرار دیا ہے اور بیع حق السکنی یا حق سکنی کے عوض لینے کو

ہدایہ کے حاشیہ میں ناجائز کہا ہے، جب کہ آج کل بیع حق السکنی عام ہے، تو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: پگڑی بھی حقوق و منافع کی خرید و فروخت کی ایک قسم ہے، اس کا رواج اب تو شہر سے گاؤں

تک ہو چکا ہے، خصوصیت سے بڑے اور مرکزی شہروں میں اس کا چلن خوب ہے، بعض علاقوں میں اسے ”سلامی“ بھی کہتے ہیں، عربی زبان میں اس کے لیے ”جلسہ“ اور زیادہ تر ”خلو“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔

کسی مکان یا دوکان کو جب کرایہ پر دیا جاتا ہے تو مالک مکان و دوکان کرایہ دار سے ماہانہ اجرت کے سوا کچھ رقم یک مشت حاصل کرتا ہے، اس رقم کی ادائیگی کے بعد کرایہ دار اس بات کا حقدار ہو جاتا ہے کہ وہ تا حیات اس میں رہے۔

کرایہ دار کے لیے بھی ایک دشواری تھی کہ اچانک مکان یا دوکان کو واپس کرنا بعض اوقات اس کے لیے باعث مشقت ہو سکتا تھا، مثلاً کسی نے کرایہ کی عمارت میں دکان لگائی کاروبار جم گیا، اب اگر مالک دوکان اسے خالی کرنے کا مطالبہ کرے تو یہ صورت حال اس کے لیے بڑی آزمائش بن جاتی ہے اور اس معاشی نقصان کی تلافی شاید ممکن نہ ہو۔

قاضی مجاہد الاسلام صاحب قاضی فرماتے ہیں:

اگر عرف کی خاموش زبان کو الفاظ کا جامہ پہنایا جائے تو اس کا مطلب یہ سمجھ میں آتا ہے کہ جس مالک نے کرایہ پر لگاتے وقت پگڑی لی، اس نے گویا اپنا حق مالکانہ برقرار رکھتے ہوئے حق سکونت فروخت کر دیا، اور یہ حق کرایہ دار کا ایسا حق ہے جو اس سے مالک مکان چھین نہیں سکتا، کرایہ دار کے وارثوں میں بھی یہ حق منتقل ہوگا، اور کرایہ دار اس حق کو فروخت بھی کر سکتا ہے۔ (مجلد فقہ اسلامی: ۸۳/۱، اسلامک فقہ اکیڈمی، انڈیا)

علامہ ابن نجیم مصریؒ کا نقطہ نظر بھی جواز کی طرف ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ سلطان غوری نے ”غوریہ“ میں ”جملون“ کی دوکانوں کی خود تعمیر کی اور پھر تجارت کو حق خلو کے ساتھ سکونت عطا کی اور ہر دوکان کے لیے ایک مقدار مقرر کر دی جس کو سلطان نے ان سے وصول کیا اور وقف کی دستاویز میں اس کو لکھ دیا۔

ملاحظہ ہو ”الاشباہ والنظائر“ میں ہے:

والحاصل أن المذهب عدم اعتبار العرف الخاص، ولكن أفتى كثير من المشايخ

باعتبارہ، فأقول على اعتباره: ينبغي أن يفتى بأن ما يقع في بعض أسواق القاهرة من خلو الحوانيت لازم، ويصير الخلو في الحانوت حقاً له، فلا يملك صاحب الحانوت إخراجه منها، ولا إيجارها لغيره، ولو كانت وقفاً وقد وقع في حوانيت الجملون بالغورية أن السلطان الغوري لما بناها أسكنها للتجار بالخلو، وجعل لكل حانوت قدراً أخذ منه، وكتب ذلك بمكتوب الوقف. (الاشباه والنظائر: ۱/ ۲۸۶-۲۹۱، تحت القاعدة: العادة محكمة، إدارة القرآن- وكذا في فتاوى الشامى: ۴/ ۵۲۱، مطلب في حلول الحوانيت، سعيد).

وفي رد المحتار: قال البدر القرافي من المالكية: إنه لم يقع في كلام الفقهاء التعرض لهذه المسألة، وإنما فيها فتيا للعلامة ناصر الدين اللقاني المالكي بناها على العرف وخرجها عليه وهو من أهل الترجيح فيعتبر تخريبه، وإن نوزع فيه وقد انتشرت فتياه في المشارق والمغرب وتلقاها علماء عصره بالقبول... وفي الخيرية (للشيخ الرملى الحنفى ما يفيد أن الخلاف في هذه المسألة معتبر يعني خلاف الذي أفتى به من المالكية وهو الشيخ ناصر الدين اللقاني ومن تابعه) قال: ليقع اليقين بارتفاع الخلاف بالحكم حيث استوفى شرائطه من مالكي يراه أو غيره صح ولزم وارتفع الخلاف خصوصاً فيما للناس إليه ضرورة لا سيما في المدن المشهورة كمصر ومدينة الملك (إستانبول) فإنهم يتعاطونه ولهم فيه نفع كلي ويضر بهم نقضه وإعدامه... ألا ترى ما فعله الغوري كما مر... وممن أفتى بلزوم الخلو الذي يكون بمقابلة دراهم يدفعها للمتولي أو المالك العلامة عبد الرحمن آفندی العمادى صاحب هدية ابن العماد، وقال فلا يملك صاحب الحانوت إخراجه ولا إيجارها لغيره مالم يدفع له المبلغ المرقوم، فيفتى بجواز ذلك للضرورة قياساً على بيع الوفاء الذي تعارفه المتأخرون احتياطاً على الربا. (فتاوى الشامى: ۴/ ۵۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ملخصاً، سعيد).

چند شبہات اور ان کے جوابات:

(۱) بعض فقہاء نے ناجائز قرار دیا ہے، اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ یہ مال نہیں ہے اور غیر مال یعنی حقوق کا عوض لینا جائز نہیں ہے، نیز اس میں منفعت کا حصول بھی ممکن نہیں ہے، اس وجہ سے ناجائز ہے۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ مال ہونے نہ ہونے میں عرف و تعامل کا بڑا دخل ہے، عرف ہی کی بنا پر شی کو تقوم

حاصل ہوتا ہے اور منتفع بہ بنتی ہے، جس کی نظائر کتب فقہ کثیر تعداد میں موجود ہیں، لہذا فی زمانہ حقوق کو قیمتی سرمایہ کی حیثیت حاصل ہو چکی ہے، اور اس کے عوض مال لینے کا عام رواج ہے، اس بنا پر اس کو مال قرار دیتے ہوئے ان کے مقابلہ میں عوض لینا یا خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا۔

شرح مجلہ میں مرقوم ہے:

إن البيع مبادلة المال بالمال، وليست الحقوق المجردة مالاً متقوماً حتى يصح بيعها، وإنما هو نزول عن ذلك الحق الثابت له للغير بمال معلوم، أفى بعض المتأخرين من العلماء بجوازه، فمنهم من استند في جوازه إلى أنه قد تعورف ذلك في بعض البلدان، والعرف الخاص قد اعتبره كثير من العلماء، ومنهم من استند في ذلك إلى إلحاقه بنظائره المنصوص على جواز أخذ البدل فيها كحق القصاص وحق النكاح وحق الرق فإنه قد جاز أخذ البدل فيها مع أنهما حقوق فألحق بها النزول عن الوظائف. (شرح المحلة: ۲/۱۲۰، تمة).

وفى العرف والعادة فى رأى الفقهاء: والذي يشهد له إطلاق أدلة الشرع أن المنافع قسم من المال، ثم ذكر بعد أسطر:

والحاصل أن كل ما لا ينتفع به فليس بمال، أما ما يجري فيه البذل والمنع وينتفع به ولو بحسب المال فإنه يصح بيعه متى قومه الشرع وأباح الانتفاع به، ولهذا جوزوا بيع النحل ودود القز والعلق مع أنها من الهوام للانتفاع بها... ومن هذا يتبين أن مقاييس المالية تعارف الناس أن هذا الشيء مرغوب فيه ومنتفع به أو عدم تعارفهم، ذلك ولا ريب أن هذا أمر يتجدد على مر العصور واختلاف الأمكنة، فكثير من الأشياء لم تكن له فى القديم فائدة فكان محقراً بين الناس... ثم تموله الناس وقابلوه بالأثمان، وكثيراً ما نرى الشيء فى مكان تافهاً لا ينتفع به ولا قيمة له وفى مكان آخر من العزة والنفاسة بمقدار، ثم أن العرف العام والخاص فى تعريف المالية سواء ولهذا قال البخاري فى كشف الأسرار: وثبتت المالية بتمول الناس كافة أو بتمويله البعض، وهذا لأن العرف المثبت للمالية من العرف الذى

يرجع إليه فى تطبيق الأحكام الكلية. (العرف والعادة، للاستاذ أحمد ابوسنة، ص ۱۸۰، ۱۸۱).

(۲) شفیع حق شفعہ سے دستبرداری کا عوض نہیں لے سکتا، اسی طرح پگڑی کا حکم ہونا چاہئے؟

الجواب: پگڑی کے مسئلہ کو حق شفعہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، اس لیے کہ حقوق دو قسم کے ہوتے ہیں، بعض وہ ہیں جو صاحب حق کو ضرر و نقصان سے بچانے کے لیے دئے جاتے ہیں، حق شفعہ اس قبیل سے ہے، ایسے حقوق کے بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ ان سے دستبرداری کا عوض لینا درست نہیں ہے، اور بعض حقوق وہ ہیں جو اصحاب حقوق کو بروصلہ کے طور پر فراہم کیے جاتے ہیں، ان کا عوض لیا جاسکتا ہے، جیسے حق نکاح کے عوض بدل خلع، اور بدل خلو (پگڑی) بھی اسی قبیل سے ہے۔ (اس کی مزید تفصیل آئندہ مسئلہ میں ذکر کی جائیگی، ان شاء اللہ)۔

(۳) بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ بدل خلوا اپنی حقیقت کے اعتبار سے رشوت ہے، جس کا حرام ہونا ظاہر ہے۔

الجواب: لیکن غور کیا جائے تو اس کو رشوت قرار دینا محل نظر معلوم ہوتا ہے؛ کیونکہ رشوت ایسی رقم ہے جو کسی حق کے مقابلہ میں نہ ہو، اور یہاں پگڑی کی رقم خلو کے عوض میں لی جاتی ہے، اس لیے یہ ناحق وصول کی جانے والی رقم نہیں ہے۔

علامہ شامیؒ ”تفصیلی کلام کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وهذا كلام وجيه لا يخفى على نبيه وبه اندفع ما ذكره بعض محشي الاشباه من أن المال الذي يأخذه النازل عن الوظيفة رشوة، وهي حرام بالنص، والعرف لا يعارض النص وجه الدفع ما علمت من أنه صلح عن حق كمافي نظائره والرشوة لا تكون بحق. (فتاویٰ الشامی: ۴/۵۲۰، سعید)۔

اس سلسلہ میں ایک نظیر سیدنا حضرت حسینؑ کا عمل بھی ہے، کہ انہوں نے اپنے جائز حق خلافت سے حضرت معاویہؓ کے حق میں دستبرداری کا عوض خصوصی وظیفہ کی شکل میں لیا تھا۔

ملاحظہ ہو علامہ شامیؒ فرماتے ہیں:

واستدل بعضهم للجواز بنزول سيدنا الحسن بن سيدنا علي رضي الله تعالى عنهما عن الخلافة لمعاوية رضي الله تعالى عنه على عوض، وهو ظاهر أيضاً وهذا أولى من عدم الجواز. (فتاویٰ الشامی: ۴/۵۲۰، سعید)۔

مذکورہ بالا عبارات کی بنا پر اس کو رشوت کہنا درست نہیں۔

مزید ملاحظہ ہو: (فتاویٰ الشامی: ۴/۵۱۹، ۵۲۰، سعید۔ و حقوق اور ان کی خرید و فروخت، ص ۱۹۴-۲۰۳)۔

(۴) بعض حضرات یہ اشکال کرتے ہیں کہ جب یک مشت رقم حاصل کر لی اور یہ رقم حق سکونت و حق انتفاع کے عوض ہے تو پھر ماہانہ کرایہ کس چیز کا وصول کیا جاتا ہے، اس کا کیا جواب ہے؟

الجواب: مالکِ دکان بحیثیت مالک ہونے کے اپنی دکان کبھی بھی واپس لے سکتا ہے لیکن یک مشت رقم حاصل کر لینے کی وجہ سے واپس لینے کا حق دائماً یا موقتاً ختم ہو گیا، پھر چونکہ زمین اور دکان اس کی ملکیت میں ہے اس وجہ سے اپنی ملکیت سے انتفاع کا کرایہ حاصل کرتا ہے، لہذا اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو جدید فقہی مسائل میں ہے:

اگر کوئی مکان یا دوکان کرایہ پر دیا جائے اور مالک مکان مر وجہ پگڑی کے نام پر اصل ماہوار کرایہ کے علاوہ بھی رقم کرایہ دار سے وصول کرے تو سمجھا جائے گا کہ مالک مکان نے بحیثیت مالک اپنے مکان کو کرایہ دار سے واپس لینے کے حق سے دست برداری کا عوض وصول کر لیا ہے، یہ رقم اس کے لیے اس حق کے عوض ہونے کی بنیاد پر جائز ہوگی، آئندہ اگر مالک مکان کرایہ دار سے مکان واپس لینا چاہے تو کرایہ دار کو اس کا حق ہوگا کہ وہ مکان خالی کرنے کا عوض جس پر ہر دو فریق راضی ہو جائیں مالک مکان سے وصول کرے اور اس صورت میں کرایہ دار دوسرے کرایہ دار کے حق میں باہمی طے شدہ رقم کے عوض اپنے اس حق سے جو اس نے اصل مالک سے عوض دے کر حاصل کیا تھا دست بردار ہو سکتا ہے۔ (جدید فقہی مسائل: ۱۵۳/۴) واللہ تعالیٰ اعلم۔

حق خیار کو فروخت کرنے کا حکم:

سوال: حق خیار کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟ نیز حق مقرر اور غیر مقرر میں کیا فرق ہے؟

الجواب: حق خیار کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

قال فی الہدایۃ: إن الخیار لیس إلا مشینۃ وإرادة لا یتصور انتقالہ . (الہدایۃ: ۳/۳۲)۔

قوله لا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة عن الملك قال فی البدائع الحقوق المجردة لا یحتمل التملیک و لا یجوز الصلح عنها ... قوله کحق الشفعة ... و لو صالح المخیرة بمال لتختاره بطل و لا شیء لها . (رد المحتار: ۴/۵۱۸، سعید)۔

فقہاء نے حق مقرر اور حق غیر مقرر میں فرق کیا ہے کہ حق مقرر کا عوض لے سکتے ہیں، اور حق غیر مقرر کا عوض نہیں لے سکتے، جس عورت کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا اختیار حاصل ہوا اگر وہ اس کا عوض لے تو یہ بیوی

ما الجاحل

لہر

اس کے شرع مصنف و احکام

مفتی محمد کنال الدین احمد راشدی صاحب



نور محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

پگڑی اور سلامی

مروجہ پگڑی جائز نہیں

مکانوں اور دکانوں کی پگڑی (Black Transaction) کا رواج بہت سے شہروں میں ہے، جس کی صورت یہ ہوتی کہ مالک مکان یا مالک دکان اپنا مکان یا دکان طویل مدت کیلئے کرایہ پر دیتا ہے اور کرایہ دار سے، کرایہ کے علاوہ کچھ رقم یک مشت لے لیتا ہے، کرایہ دار یک مشت کچھ رقم دے کر اس بات کا حقدار ہو جاتا ہے کہ کرایہ داری کا معاملہ طویل مدت تک یا تا حیات باقی رکھے، پھر بسا اوقات کرایہ دار اپنا یہ حق دوسرے کرایہ دار کی طرف منتقل کر دیتا ہے اور اس سے یہ رقم لے لیتا ہے جس کی بناء پر یہ دوسرا شخص مالک مکان و دکان سے عقد اجارہ کا حق دار ہو جاتا ہے، اگر مکان یا دکان کا مالک کرایہ دار سے مکان یا دکان واپس لینا چاہے تو اس کے ذمہ لازم ہوتا ہے کہ کرایہ دار کو واپس لے کر دے۔

اتنی رقم ادا کرے جس پر دونوں راضی ہوں، اس یک مشت لی جانے والی رقم کو مختلف بلاد عربیہ میں ”فلو“ اور ”جلسہ“ کہا جاتا ہے، اور ہندوستان و پاکستان میں ”پگڑی“ اور ”سلامی“ کہتے ہیں۔

بہر حال ہمارے زمانہ کی موجودہ پگڑی جو مالک مکان یا مالک دکان کرایہ دار سے لیتا ہے اور جو کرایہ کے علاوہ ہوتی ہے، جائز نہیں ہے، اور پگڑی کے نام پر لی جانے والی یہ رقم شریعت کے کسی قاعدے پر منطبق نہیں ہوتی، لہذا یہ رقم رشوت ہے اور حرام ہے، اس لئے پگڑی دیکر مکان یا دکان کرایہ پر لینا جائز نہیں۔

پگڑی کی متبادل جائز صورت

البتہ پگڑی کے مروجہ نظام میں مندرجہ ذیل تبدیلی ممکن ہے، اور اس کے جواز کیلئے حسب ذیل متبادل صورتیں ہو سکتی ہیں:-

(۱) ایڈوانس کا طریقہ: یعنی مالک مکان و دکان کیلئے یہ جائز ہے کہ وہ کرایہ دار سے خاص مقدار میں یکمشت رقم لے لے جسے متعین مدت کا پیشگی کرایہ قرار دیا جائے، یہ یک مشت رقم سالانہ یا ماہانہ کرایہ کے علاوہ ہوگی، اس یکمشت لی ہوئی رقم پر اجارہ کے سارے احکام جاری ہوں گے، اگر اجارہ کسی وجہ سے طے شدہ مدت سے پہلے فسخ ہو جائے تو مالک کے ذمہ واجب ہوگا کہ اجارہ کی باقی ماندہ مدت کے مقابل میں یکمشت رقم کا ہتنا حصہ آرہا ہے اسے واپس کر دے۔

(۲) نیز مروجہ پگڑی کے جواز کیلئے ایک متبادل جائز صورت یہ ہے

کہ پچاس یا سو سال کی مدت کیلئے مکان یا دکان کرایہ پر لینے اور دینے کا معاملہ کر لیں، اور کرایہ ماہوار طے کر لیں، اور پھر کرایہ کا اکثر حصہ باہمی رضامندی سے پیشگی لے لیں، اور باقی کرایہ ماہوار لے لیا کریں، مثلاً ایک ہزار روپے ماہوار کرایہ پر پچاس سال کیلئے دکان یا مکان کرایہ پر لے لیں، اور آٹھ سو روپے ماہوار کرایہ پچاس سال کا حساب لگا کر نقد پیشگی لے لیں، اور دو سو روپے کرایہ ہر ماہ ادا کر دیا جائے، اور دونوں فریق اس طرح باہمی رضامندی سے معاملہ کر لیں، تو اس طرح اکثر پیشگی کرایہ لینا درست ہوگا، اور باقی ماہوار بعد میں کرایہ دار کسی اور کو مکان یا دکان کرایہ پر دینا چاہے تو پچاس سال کی مدت تک دے سکتا ہے، اور اس عرصہ میں دستبرداری کا معاوضہ بھی وہ لے سکتا ہے۔ اور مالک مکان یا مالک دکان کرایہ دار کو پچاس سال سے پہلے نکال نہیں سکتا۔

(۳) اگر اجارہ متعین مدت کیلئے ہو تو مالک مکان و دکان کیلئے جائز نہیں کہ شرعی عذر کے بغیر اجارہ کو فسخ کر دے، اگر مالک عذر شرعی کے بغیر دوران مدت اجارہ فسخ کرنا چاہے تو کرایہ دار کیلئے جائز ہے کہ اس سے عوض کا مطالبہ کرے، اور اس کا یہ اقدام بالعوض اپنے حق سے دستبرداری ہوگی، یہ عوض اس کے علاوہ ہوگا جس کا کرایہ دار اپنی یکمشت دی ہوئی رقم میں سے اجارہ کی باقی ماندہ مدت کے حساب سے حق دار ہوگا۔

مروجہ پگڑی کا معاملہ فسخ کرنا واجب ہے

اگر کسی نے مروجہ پگڑی کے طریقہ پر معاملہ کر لیا ہے تو اس معاملہ کو فسخ وار النور

کرنا اس پر واجب ہے خواہ پگڑی کے مکان یا دکان پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

و یجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض..... أو بعده ما دام المبيع بحاله فی ید المشتري اعداما للفساد، لانه معصية فیجب رفعهما. (الدرا المختار: ج ۵، ص ۹۰)

مروجہ پگڑی باقی رکھنے کی گنجائش

بہر حال مروجہ پگڑی کے معاملہ کو فسخ (Cancel) کر کے دکان یا مکان مالکان کو واپس کرنا ضروری اور مالکان کیلئے بھی پگڑی پر لینے والوں سے لی ہوئی رقم ان کو واپس کرنا واجب ہے، لیکن اگر مالکان پگڑی کی رقم واپس نہ کریں اور ان سے رقم لینا ممکن بھی نہ ہو جیسا کہ بعض مواقع میں ہوتا ہے تو پھر مروجہ پگڑی کے اس معاملہ کو رقم ملنے تک باقی رکھنے کی گنجائش ہے۔

فی الدرا المختار (۵: ۹۳): "وکل مبيع فاسد رده المشتري علی بانه..... وبعد الفسخ لا یاخذہ بانه حتی یرد ثمنه المنقود..... فله ای للمشتري حق حبسه حتی یاخذ ماله."

رسید بدلائی کی رقم جائز نہیں

اگر کوئی شخص مروجہ طریقہ پر پگڑی کا معاملہ کرے پھر اگر یہ کرایہ دار شخص، پگڑی کے اس مکان یا دکان کو کسی اور کے ہاتھ پگڑی پر فروخت کر دیتا ہے تو ایسی صورت میں مالکان کو مکان و دکان کی فروخت شدہ رقم میں سے دس فیصد یا کچھ کم و بیش رقم ملتی ہے جسے عام طور پر "رسید بدلائی" کہتے ہیں، شرعاً یہ بھی پگڑی کی طرح ناجائز اور حرام ہے۔ اسلئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

☆☆☆

دار النور

باب الإجارة الفاسدة

(اجارہ فاسدہ کا بیان)

پگڑی

سوال [۱۰۹۶۸]: بمبئی میں عام طور سے لوگ دوسروں کی بلڈنگوں میں کرایہ پر رہتے ہیں، جن کو مالک مکان بھی قانوناً نکال نہیں سکتا ہے، اسے صرف کرایہ وصول کرنے کا حق ہے اور بوقت ضرورت کرایہ دار اپنے ان مکانوں کو جو ان کی ملکیت نہیں، آپس میں بڑی بڑی رقم پر خرید و فروخت کرتے ہیں، یہاں اس رقم کو ”پگڑی“ کہتے ہیں، اس معاملہ میں اصل مالک کو دخل نہیں ہوتا، حالانکہ اس طرح کا معاملہ قانوناً بھی جرم ہے، مگر اس کے باوجود اس کا عام رواج ہے اور سب جانتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے لئے مستقل دلال ہوتے ہیں، جو درمیان میں پڑ کر معاملہ طے کراتے ہیں، چونکہ بمبئی میں مکانات کی سخت قلت ہے، اگر ایسا نہ ہو، تو یہاں کسی کو مکان نہیں مل سکتا۔

موجودہ حالات میں پگڑی کی رقم بھاری مقدار میں پہنچ گئی ہے، اگر کسی وجہ سے کسی کو مکان تبدیل کرنا ہے تو اس صورت حال کے بغیر چارہ نہیں ہے، اب اسے عموم بلوئی کہا جائے یا عرف عام؟ بہر حال یہاں اس کے بغیر مفر نہیں ہے، شرعاً کرایہ داروں کا یہ صفقہ بیع و شراء صحیح ہے یا نہیں؟

پگڑی میں مالک کا حصہ

سوال [۱۰۹۶۹]: ۲..... اس طرح معاملہ ہو جانے کے بعد بائع و مشتری دونوں مالک مکان کے پاس جاتے ہیں اور طے شدہ رقم کا ایک حصہ مثلاً: چوتھائی اسے دیتے ہیں، اس کے بعد وہ مکان کے کرایہ کا بل (رسید) نئے کرایہ دار کے نام کر دیتا ہے، تاکہ اس کی طرف سے اور قانون کی طرف سے نئے کرایہ دار کو حق رہائش حاصل ہو جائے، مالک مکان کرایہ تو وصول کرتا ہی ہے، اس کے علاوہ اس صورت میں مزید رقم وصول کرتا

ہے، عام طور سے یہ رقم پرانے کرایہ دار نئے کرایہ دار یا مشتری سے یوں وصول کرتا ہے کہ اگر پندرہ ہزار میں معاملہ طے ہوا ہے، تو اس سے مالک مکان کے حصہ کا مزید پانچ ہزار روپے وصول کر کے اسے دیتا ہے، مالک مکان کو یہ رقم یعنی جائز ہے یا نہیں؟

اگر مالک مکان نہ لینا چاہے تو کس کو یہ رقم لوٹائے

سوال [۱۰۹۷۰]: ۳..... بسا اوقات ایک بلڈنگ کے کئی مشترک مالک ہوتے ہیں، جن میں مسلم اور غیر مسلم سب ہی ہو سکتے ہیں، اگر ایک مالک یہ رقم نہ لینا چاہے اور دوسرے مالک لینا چاہتے ہیں، ایسی صورت میں اختلاف ہوتا ہے اور معاملہ خراب ہوتا ہے، ایسی صورت میں نہ لینے والا مالک اگر یہ رقم لے تو اسے خود استعمال کر سکتا ہے یا مکان کی مرمت وغیرہ میں لگا سکتا ہے، یا نہیں؟ اور اگر ناجائز ہونے کی صورت میں اسے اپنے طور سے واپس کرنا چاہے تو کس کو دے؟ پرانے کرایہ دار کو یا نئے کرایہ دار کو یا پھر غریب و مساکین میں تقسیم کر دے؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... کرایہ دار کو اس کا تو حق ہے کہ جس کرایہ پر اس نے مکان لیا ہے، اسی کرایہ پر دوسرے کو وہ مکان دے دے، لیکن جتنا کرایہ اس نے مالک مکان کو دیا ہے، اس سے زیادہ کرایہ کسی سے وصول کرنے کا حق نہیں، البتہ اگر مکان میں الماری وغیرہ لگا کر اس کو شاندار بنا دے، تو جس قدر اس نے خرچ کیا ہے، اس کو وصول کرنے کا حق ہے (۱)۔

(۱) "وله السكنى بنفسه واسكان غيره بإجارة وغيرها ولو اجر بأكثر تصدق بالفضل إلا في مسألتين: إذا اجرها بخلاف الجنس أو أصلح فيها شيئاً". (الدر المختار). "قوله: أو أصلح فيها شيئاً" بأن جصصها، أو فعل فيها مسنة، وكذا كل عمل قائم؛ لأن الزيادة بمقابلة ما زاد من عنده حملاً لأمره على الصلاح". (رد المحتار، كتاب الإجارة، باب ما يجوز من الإجارة وما يكون خلافاً: ۲۹/۶، سعيد)

"وإذا استأجر داراً وقبضها، ثم اجرها فإنه يجوز إن اجرها بمثل ما استأجرها أو أقل، وإن اجرها بأكثر مما استأجرها فهي جائزه أيضاً..... لو زاد في الدار زيادة كما لو وتدفيعها وتداً أو حفر فيها بئراً أو طيناً أو أصلح أبوابها أو شيئاً من حوائطها طابت له الزيادة". (الفتاوى العالمكيري، كتاب =

۲..... اصل مالک مکان کو حق ہے کہ جس کرایہ پر چاہے، مکان دے اور دوسرے کرایہ دار کو دینا چاہے تو اس سے بھی جو معاملہ چاہے، طے کر لے (۱)، نیز اس کو حق ہے کہ جس قدر چاہے، پیشگی طے کر لے (۲)، لیکن ایک کرایہ دار کو حق نہیں کہ وہ اس کرایہ سے زیادہ کسی کرایہ دار سے وصول کرے، جو خود ادا کرتا ہے (۳)۔

۳..... یہ رقم لے کر اس کو واپس کر دے، جس سے لی ہے (۱)۔

= الإجارة، الفصل السابع في إجارة المستأجر: ۴/۲۵، رشیدیہ

(و كذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الإجازات، باب إجارة الدور والبيوت: ۸/۱۱۳، حبيبيہ كوئٹہ)

(۱) "كل يتصرف في ملكه كيف شاء". (شرح المجلة لخالد الأناسي، الباب الثالث، الفصل الأول في بيان بعض قواعد في أحكام الأملاك: ۳/۱۳۲، رقم المادة: ۱۱۹۲، رشیدیہ)

"لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص". (رد المحتار، كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك: ۳/۵۰۲، سعيد)

(و كذا في حاشية الطحطاوي على الدر المختار، كتاب البيوع: ۳/۳، دار المعرفة بيروت)

(۲) "يعتبر ويراعى كل ما اشترط العاقدان في تعجيل الأجرة وتأجيلها". (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۱/۲۶۵، رقم المادة: ۳/۴۷۳، دار الكتب العلمية بيروت)

"تلتزم الأجرة بشرط تعجيل يعني لو شرط أن تكون الأجرة معجلة لزم المستأجر تسليمها". (شرح المجلة لسليم رستم باز: ۱/۲۲۱، حنفیہ كوئٹہ)

"اعلم أن الأجرة لا يلزم بالعقد بل بتعجيله أو شرطه في الإجارة المنجزة". (الدر المختار، كتاب الإجارة: ۲/۱۰، سعيد)

(و كذا في البحر الرائق، كتاب الإجارة: ۸/۹، رشیدیہ)

(۳) "لو اجر بأكثر تصدق بالفضل إلا في مسألتين إذا اجرها بخلاف الجنس أو أصلح فيها شيئاً". (الدر المختار، كتاب الإجارة: ۲/۲۹، سعيد)

"فإن اجره بأكثر مما استأجره به من جنس ذلك ولم يزد في الدار شيء لا تطيب له الزيادة عند علمائنا رحمه الله تعالى". (المحيط البرهاني، كتاب الإجارة، الفصل السابع في إجارة المستأجر: ۹/۱۲۵، مكتبة غفاريہ كوئٹہ)

(و كذا في المبسوط للسرخسي، كتاب الإجازات، باب إجارة الدور: ۸/۱۱۳، حبيبيہ كوئٹہ)

(۱) "عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: =

کرایہ دار کا پگڑی دے کر شرائط طے کرنا

سوال [۱۰۹۷]: دکان کرایہ پر دینے سے پہلے مالک دکان کو کچھ الگ اس وجہ سے دیئے جائیں کہ اس دکان کا محل وقوع اچھا ہے، جس کو پگڑی کہا جاتا ہے، اس کے بعد صاحب دکان کو یہ اختیار نہیں رہے گا کہ جب چاہے وہ اپنی دکان واپس لے لے، بلکہ کرایہ لینے کا اختیار ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ پھر دوسرے کو بھی اس طریقہ سے الگ رقم لے کر کرایہ پر دے دے۔ اور اگر کرایہ پر لینے والے کا جی چاہے، تو صاحب دکان کو اس کی دکان واپس کر دے، واپس کرنے سے پہلے تک صاحب دکان کو کرایہ ملتا رہے گا، چاہے وہ دکان دوسرے یا تیسرے کے پاس اسلوب مذکورہ سے منتقل ہو جائے، تفصیلی جواب دیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

یہ طریقہ شرعاً غلط ہے کہ مالک بے اختیار ہو جائے اور کرایہ دار کے تصرفات ہی ہمیشہ نافذ ہوتے رہیں، پگڑی دینا اور یہ شرط کر لینا کہ کرایہ دار خالی نہیں کرائے گا، بلکہ جس کو دل چاہے گا، اس کو کرایہ پر دے دے گا اور جو کرایہ چاہے گا وہ اس سے وصول کرے گا، مقتضائے عقد کے خلاف ہے، جو کہ مفسد ملک ہے (۱)۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔
حررہ العبد محمود غفرلہ۔

= "ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه". (مشكاة المصابيح، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ص: ۲۵۵، قديمی)

"لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي". (البحر الرائق، كتاب الحدود، باب حد القذف: ۲۸/۵، رشیدیہ)

(و كذا في الفتاوى العالمكيرية، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف، فصل في التعزير: ۱۶۷/۲، رشیدیہ)
(۱) "تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، فكل ما أفسد البيع يفسدها". (الدر المختار، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۴۶/۶، سعيد)

"(وتفسد الإجارة بشرط) قال العلامة ابن نجيم رحمه الله تعالى: كل شرط لا يقتضيه العقد، وفيه منفعة لأحد المتعاقدين يفضي إلى المنازعة فيفسد الإجارة". (البحر الرائق، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۲۹/۸، رشیدیہ)

(و كذا في فتح القدير، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة: ۹۲/۹، رشیدیہ)

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیانِ عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۵/ ۳۰۹ میں حق سکنی (پگڑی) کی شرعی حیثیت
کا فتویٰ مع اشکالات و جوابات مطالعہ کرنے کا موقع ملا،
بیع الخلو کے متعلق کافی تفصیلات دیکھنے کا موقع ملا، فالحمد للہ علی ذلک
مجلس الافتاء المرکزی جمعیت علماء اسلام یانگون میانمار میں چند
سوالات بیع الخلو کرتے وقت نام تبدیلی کی فیس (رسمید بدلوائی) لینے کے

متعلق آئے ہیں، پچھلے پانچ سال پہلے بندہ نے اس فیس کے بارے میں فقہاء کے
مختلف ہونے کی وجہ سے بچنے کا (حسب استطاعت پوچھے گئے سوالات مرسل ہیں) ابھی
اقوال / فتویٰ لکھا تھا۔ اس فیس کے متعلق فتویٰ لکھنے میں کچھ تاثر مل رہا ہے۔

اب اس فیس کے متعلق آپ حضرات کی تحقیق
معلوم کرنا چاہتا ہے تاکہ اس پر عمل کر لے۔ برائے کرم اس مسئلہ کا
جواب مرحمت فرما کر۔ ممنون فرمائیں

سائل محمد نعمان عفا اللہ عنہ

رکن مجلس الافتاء المرکزی

جمعیت علماء اسلام یانگون میانمار

فاضل و متخصص جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۴۴۲/۷/۲۵ھ

۲۰۲۱/۳/۱۰م

باسمہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ نے

پچھلے دنوں پگڑی کی بیج میں رسید بدلنے کی فیس کے متعلق ایک سوال کیا تھا ، فتاویٰ محمودیہ ۳۵۳/۲۳ باب الاجارۃ الفاسدۃ کے تحت پگڑی ، پگڑی میں مالک کا حصہ اور اگر مالک مکان نہ لینا چاہے تو کس کو یہ رقم لوٹائے تین سوالوں میں برما ملک میں پائی جانے والی کیفیت سی دیکھنے کا موقع ملا - اپنے سوال میں یہ مزید وضاحت کرنا چاہتا ہے کہ رسید بدلنے کی فیس کبھی تو بائع مالک زمین کو فلیٹ کی قیمت کا دو فیصد ، تین فیصد یا پانچ فیصد حسب اتفاق ادا کرتا ہے ، اس صورت میں بائع اصل قیمت فلیٹ ، گھر ، دکان میں اس مالک زمین کو دیا جائے والا فیصد کو ملا دیتا ہے ، مشتری سے پوری قیمت حاصل ہو جانے کے بعد مالک زمین کو ادا کر دیتا ہے ، کبھی خود مشتری کے ذمہ نام تبدیلی کی فیس چھوڑ دی جاتی ہے تو مشتری خود ادا کرتا ہے بعض مالک زمین ~~کبھی~~ جب نیا کرایہ دار یعنی مشتری نام بدلنے آتا ہے تو اس وقت اس سے نام تبدیلی کی فیس وصول کرنے کے ساتھ مالک زمین اس مشتری نیا کرایہ کے ساتھ اپنے فلیٹ ، دکان ، گھر کو کرایہ پر ہر ماہ بہت ہی کم کرایہ کے عوض دینے کی ایگریمنٹ تحریر کرتا ہے ، بعض مالک زمین صرف نام تبدیلی کی فیس وصول کر کے رسید کرایہ داری جاری کرتا ہے ، الگ سے وہ اور مشتری کے درمیان کوئی تحریری ایگریمنٹ نہیں ہوتی ، خلاصہ یہ ہے کہ بعض اوقات بائع اور مشتری کے درمیان فلیٹ وغیرہ خرید و فروخت کرنے کی تحریری دستاویز ہر کام ہو جاتا ہے ، مشتری اور مالک زمین کے درمیان کوئی تحریری دستاویز نہیں ہوتی ، بعض اوقات اس کے خلاف کیا مذکورہ حالات کی بنا پر اس نام تبدیلی کی فیس کو جس کو مشتری ادا کرتا ہے کرایہ داری کے معاملہ ہونے کی بنا پر کرایہ کا ایک معجل حصہ قرار دیا جاسکتا ہے ؟ یا اس فیس کو رشوت ہونے کی بنا پر ناجائز کہا جائے گا ؟

برائے مہربانی اس فیس کے بارے میں تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں

سائل محمد نعمان عرفہ
فاضلہ متخصصہ جامعہ العلوم
رکن مجلس الافتاء والقضاء
جمعیت علماء اسلام یاگون ، میانمار
۵۱۴۴۸/۲
۲۰۲۱/۳/۱۴



Darul ifta Darul uloom <daruliftadarululoom@gmail.com>

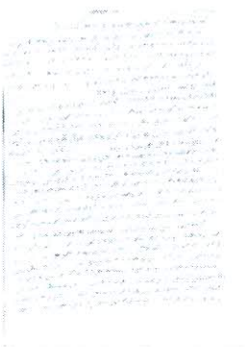
Assalamualaikum

muhammad noumaan <noumanthan@gmail.com>

13 January 2014 21:01

To: Darul ifta Darul uloom <daruliftadarululoom@gmail.com>

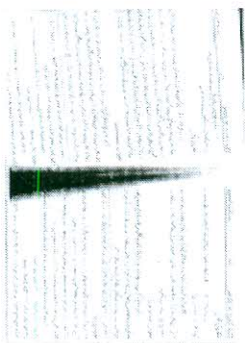
4 attachments



1.JPG
199K



2.JPG
85K



3.JPG
213K



4.JPG
170K

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

بارے ملک برما میں فلیٹوں کی خرید و فروخت میں مالک زمین کو بل بدلنے کا فیس یا نام بدلنے کا فیس دیا جاتا ہے جو کہ فلیٹ کی قیمت کی دو فیصد، تین فیصد، دس فیصد، پندرہ فیصد تک پہنچ جاتا ہے، صورت مسئلہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک مالک زمین ہوتا ہے جسکو اپنی زمین کا ٹیکس حکومت کو دینا پڑتا ہے ۵۹ اپنی زمین پر خود یا تو عمارت تعمیر کرتا ہے یا کسی ٹھیکیدار سے کرواتا ہے پھر عوض میں ٹھیکیدار کو کچھ کمر دیتا ہے مالک زمین یا ٹھیکیدار اپنے مملوک فلیٹوں کو دوسروں کو بیچ دیتا ہے اور

فلیٹوں کی خرید و فروخت خرید و فروخت ایگریمنٹ کے ساتھ ہوتی ہے اور عرفاً اور تحریراً اس عقد کو عقد بیع سمجھا جاتا ہے، کوئی بھی اسکو کرایہ داری نہیں سمجھتا لیکن صرف اتنی بات ضرور ہے کہ کبھی اس عقد میں مالک زمین جسکی زمین پر یہ فلیٹ قائم ہے کو ہر ماہ زمین کا کرایہ ایک ہزار، دو ہزار مثلاً دینے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر ایگریمنٹ میں زمین کے کرایہ کا ذکر نہ بھی کیا جائے پھر بھی مالک فلیٹ کو ہر ماہ زمین کا کرایہ ادا کرنا ہی پڑتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ فلیٹ خریدنے والا فلیٹ کا مالک حقیقی ہوتا ہے، اسکو تمام مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں، جسکو چاہے بیچ سکتا ہے نہ مالک زمین یا کوئی اور دخل دے سکتا ہے

یا روک سکتا ہے کیونکہ شروع عقد ہی سے ملکیت مالک فلیٹ کی ہو گئی ہے لیکن یہ فلیٹ جس زمین پر قائم ہے اسکا مالک اور ہے فلیٹ کی ملکیت زمین کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی صرف فلیٹ کی حد تک محدود ہے لہذا اسکو ہر مہینہ دوسرے کی زمین استعمال کرنے کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے جب یہ مالک فلیٹ اپنے فلیٹ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرتا ہے تو مالک زمین زمین کے کرایہ کے بل میں اس نئے خریدار کا نام تبدیل کرتے کیلئے فروخت شدہ فلیٹ کی قیمت

کی دو فیصد، پانچ فیصد، دس فیصد، پندرہ فیصد مثلاً بطور فیس لیتا ہے یہ اگر طور پر جو فلیٹ بیچ کر جاتا ہے اسکو ادا کرنا پڑتا ہے کبھی اس نئے خریدار کو یہ فیس ادا کرنا پڑتا ہے، اس فیس کی ادائیگی کے بغیر اس فلیٹ کی خرید و فروخت مکمل نہیں ہوتی اور یہ نام تبدیلی کا فیس اس ماہوار فیس کے علاوہ ہے جسکو ہر مالک فلیٹ ادا کرتا ہے، مالک زمین اپنی زمین پر قائم فلیٹوں سے دو قسم کا استفادہ حاصل کرتا ہے ① فلیٹوں کا ماہوار کرایہ ② فلیٹوں کے مالک تبدیل ہوتے وقت نام تبدیلی کا فیس۔ اس طرح مالک زمینوں میں اوقاف مساجد کے متولی صاحبان بھی شامل ہیں وہ بھی اوقاف زمینوں پر قائم فلیٹوں کے مالکان کی تبدیلی کے وقت نام تبدیلی کا فیس وصول کرتے ہیں یعنی اسکا رواج پورے



ملک میں پھیلا ہوا ہے کیا یہ فیس شرعاً جواز کا حکم رکھتا ہے؟ کیا اس فیس کو زمین کے کرایہ میں داخل کر کے جواز کا حکم لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس فیس کے بارے میں جدید فقہی مباحث جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ پاکستان میں مذکور مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کے مقالہ سے اسکا جواز معلوم ہوتا ہے کیا ہم اس پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس بارے میں مفصل جواب دیکر محنتوں فرمائیں۔

(جدید فقہی مباحث (تحقیقات) ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمہ اللہ)

نیز اس بارے میں فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۸۲ مطبوعہ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی پاکستان میں مذکور دوسرے سوال کا تعلق نام تبدیلی کے فیس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا نہیں۔

سائل محمد لغمان
مجلس الافتاء المرکزی
مجمعیت علماء اسلام
رنگون، میانمار



(جواب منسلک ہے)

۲..... مالک مکان کو اس کا بھی حق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔

ترجمہ العبد محمد رفیع اللہ دارالعلوم دیوبند، ۱۹/۲/۸۹ھ۔

مکان کی گہڑی

سوال ۱۵۱۱۸: جو گہڑی پر دکان میں دی جاتی ہیں، پالی جاتی ہیں، کیا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر

ہے تو صورت جواز کیا ہو سکتی ہے اور اگر ناجائز ہے تو کس وجہ سے ناجائز ہے؟ نیز ایک آدمی کے قبضہ میں دکان عرصہ طویل سے تھی، اب وہ شخص بیمار ہو کر تھرا یا چار پانچ سال سے گھر پڑا ہوا ہے اور دکان بند پڑی ہے، اور شخص اس دکان کا کرایہ داکر نامت کا سمجھتا ہے، چونکہ وہ بیمار پڑا ہے گھر پر۔ تو کیا وہ شخص اس دکان کو گہڑی دے کر کرایہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور گہڑی کا یہ طریقہ کثرت سے رائج ہے عوام میں، کسی کی تو پانچ سو ترقی ہے اور کسی کی چار سو اور کسی کی چار ہزار ہوتی ہے، کسی کی پانچ ہزار، گو موقع محل کے اعتبار سے ادا کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مالک دکان اپنی دکان کسی کو کرایہ پر اس طرح دے کر مثلاً کہ یہ دکان ایک سال کے لئے کرایہ پر دیتا

ہوں، میں روپیہ ماہوار کرایہ ہو گا اور چار سو روپیہ گہڑی کے، اور ایک ماہ کا کرایہ چھ گہڑیوں کا تو یہ صورت درست ہے (۱)۔ اور یہ کہا جائے کہ عموماً سال میں سے پہلے مہینہ کا کرایہ چار سو تیس روپیہ ہیں جو چھ گہڑی ہے، باقی گیارہ مہینہ کا کرایہ تیس روپے ماہانہ ہے، کرایہ دار کے لئے اس چیز کی اجازت نہیں کہ جتنے کرایہ پر خود دکان لی ہے اس

۱۱ "باعتبر ویراعی کل ما اشترط الماقدان فی تعجیل الأجرة و تأجيلها" (شرح المجمل: ۱/۲۶۵،

المجلد الثاني، کتاب الإجارة، (رقم المادة: ۲۳)، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

"تلزم الأجرة بشروط التعجيل، یعنی لو شرط أن تكون الأجرة مضمونة، تلزم المستاجر تسليمها" (شرح المجمل: ۱/۲۶۱، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

"إذا كان الأجرة موقفة بوقت معين كالشهرية أو السنوية، يلزم إيفاءها عند انقضاء ذلك

الوقت، ولو كانت مشاهرة فليؤدي عند نهاية الشهر، وإن كان...

مکان کی گہڑی

سوال ۱۵۱۱۸: ۱..... مکان کی گہڑی لینا جائز ہے یا نہیں، جبکہ نئی چیتے شہر میں مکان ملنا جو

شیر (۱) نے کے مترادف ہے؟

۲..... مکان مالک، کرایہ دار کے تبدیلی ہوتے وقت ایک کرایہ دار کے نام سے دوسرے کرایہ دار کے

نام پر کرایہ کا بدل تبدیل کرنے کا معاوضہ طلب کرتے ہیں، ساتھ ہی کرایہ میں کچھ مخصوص تناسب کے لحاظ سے

بڑھا دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... مالک مکان اگر کرایہ پر دیتے وقت کہے کہ اتنی رقم یکمشت چھ گہڑیوں کا اور پھر اتنی ماہانہ لوں گا اور

پھر اتنی سالانہ لوں گا تو اس کی گنجائش ہے (۲)، لیکن کرایہ دار مکان کے خالی کرنے کے لئے، یا دوسرے کرایہ دار کو

اپنی طرف سے دینے کے لئے گہڑی لئے تو اس کی اجازت نہیں (۳)۔

= الشجر". (مدائع الصنائع، کتاب الإجارة، فصل فی ركن الإجارة ومعاها: ۵/۵۱۸، دارالکتب العلمیہ بیروت)

(۱) "جوئے شیر: وہ نہر جو فرما د (لوگوں) نے اپنی محبوبہ شیریں کے لئے پہاڑ میں کھودی تھی، اس کے ذریعے کھریوں کا دورہ شیریں کے محل کے ایک فرش میں پہنچتا تھا"۔ (فیروز اللغات، ص: ۸۶، فیروز سنز، لاہور)

(۲) "باعتبر ویراعی کل ما اشترط الماقدان فی تعجیل الأجرة و تأجيلها" (شرح المجمل: ۱/۲۶۵،

الفصل الثاني، کتاب الإجارة، (رقم المادة: ۳۳)، دارالکتب العلمیہ بیروت)

"تلزم الأجرة بشروط التعجيل، یعنی لو شرط أن تكون الأجرة مضمونة، تلزم المستاجر تسليمها" (شرح المجمل: ۱/۲۶۱، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

(و کذا فی البحر الرائق: ۸/۹، کتاب الإجارة، رشیدیہ)

(۳) "ما يذبح لدفع الخوف من المذلولع إليه علي نفسه أو ماله حلال للدافع، حرام علي الآخذ، إلا إذا

141

10

رہے گا اور سب اہل بیت اس کا جی بھٹا دیں گے۔

میں سہارا کرنا چاہیے گا۔

ابرت ہی کا ایک حصہ تاری ہوئی جا رہی ہے۔

الجمعة من وهو البروفيق

بريد

سرستيب: مولانا جاهد الاسلام قاسمي

Did it with

112

مقام :
تاریخ :
محل :

آز مفتی محمد رفیع الرحمن - لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

واضح رہے کہ سوال میں ذکر کردہ معاملہ بیع نہیں ہے بلکہ یہ مروجہ پگڑی ہی کی ایک صورت ہے، اور پگڑی کی اصل اجارہ ہے نہ کہ بیع، لہذا مذکورہ صورت کو بیع سمجھنا درست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر یہ بیع ہوتی تو ایک بار فلیٹ فروخت کر دینے کے بعد بلڈنگ کے اصل مالک کو ماہانہ کرایہ وصول کرنے کا حق حاصل نہ ہوتا، اس لئے کہ بلڈنگ کا اصل مالک جب کوئی فلیٹ کسی کو فروخت کرتا ہے تو ضمناً زمین کا وہ حصہ بھی بیچتا ہے جس پر فلیٹ بنا ہوا ہے، جب کہ پگڑی کے معاملہ میں اصل زمین اور بلڈنگ فروخت نہیں کی جاتی، بلکہ وہ بدستور مالک ہی کی ملکیت رہتی ہے، لہذا اصل میں یہ معاملہ مروجہ پگڑی کا ہے، اور پگڑی کے معاملے میں مالک زمین کا بل بدلنے کے نام سے فیس لینا سراسر رشوت ہے جس کا لینا اور دینا ناجائز ہے، کیونکہ شرعاً یہ کسی چیز کا عوض نہیں ہے، لہذا اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

تاہم مذکورہ صورت میں اگر یہ طریقہ اختیار کر لیا جائے کہ بلڈنگ کا مالک فلیٹ کرایہ پر دیتے وقت کرایہ دار کے ساتھ متعین مدت تک کے لئے اجارہ کا معاملہ کر لے اور فلیٹ کا ماہانہ یا سالانہ کوئی کرایہ مقرر کر لے، پھر فریقین کرایہ کا جتنا حصہ پیشگی لینا اور دینا چاہیں، باہمی رضامندی سے طے کر لیں، اور کرایہ دار باقی کرایہ ماہانہ یا سالانہ ادا کر دیا کرے، اگر دونوں فریق باہمی رضامندی سے اس طرح معاملہ کر لیں تو شرعاً اس کی گنجائش ہے۔ لیکن واضح رہے کہ طے شدہ مدت اجارہ ختم ہونے سے پہلے اگر کسی عذر کی وجہ سے کرایہ داری کا معاملہ فسخ ہوتا ہے تو پیشگی رقم میں سے بھی اسی تناسب سے واپس کرنا شرعاً لازم ہوگا۔ (ماخذہ تبویب: ۱۵۰۲/۹۵)

اور مذکورہ فیس کے جواز پر منسلکہ تحریروں سے استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ بل تبدیل کرنے کے نام سے جو فیس لی جاتی ہے وہ بلا عوض ہوتی ہے، جبکہ منسلکہ تحریروں میں جس رقم کے لینے کو جائز قرار دیا ہے وہ مکان یا زمین کی منفعت کی اجرت قرار دے کر جائز کہا گیا ہے، چنانچہ ”جدید فقہی مباحث“ کی مذکورہ عبارت میں بل بدلنے کے نام پر لی جانے والی فیس کو جائز قرار نہیں دیا گیا بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر اس کو اجرت کا حصہ بنا لیا جائے تو اس کا لینا جائز ہوگا، چنانچہ خط کشیدہ عبارت ”لہذا بل بدلنے پر لی جانے والی رقم بھی تصدیق اور خدمت کی طرح اجرت ہی کا ایک حصہ شمار ہونی چاہئے“ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں جس رقم کے لینے کا جواز بیان کیا جا رہا ہے وہ مکان یا زمین کے منافع کا عوض ہونے کی بناء پر ہے، نہ کہ بل بدلنے کی فیس کے نام سے۔ نیز حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جس فتویٰ کا منسلکہ عبارت میں ذکر کیا گیا ہے اس میں ”سلامی“ کو جو



جائز قرار دیا گیا ہے وہ بھی اسی بناء پر ہے کہ اس کو مکان یا زمین کی اجرت بنایا گیا ہو، اگر اس کو اجرت کا حصہ نہ بنایا جائے تو بلا عوض ہونے کی وجہ سے سلامی کالین دین بھی ناجائز ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ مروجہ بل بدلنے کی فیس کے نام سے رقم کالینا چونکہ شرعاً بلا عوض ہے اور سراسر رشوت ہے لہذا اس کالینا دینا جائز نہیں ہے۔

باقی رہی فتاویٰ محمودیہ کی مذکورہ عبارت تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی رحمہ اللہ نے جس زمانے میں بل بدلنے کی رقم کے لینے کو جائز قرار دیا ہے اس زمانے میں واقعہ مالک مکان کو بل تبدیلی میں کوئی اخراجات کرنے پڑتے ہوں، جس کی بناء پر اس کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے اخراجات کرایہ دار سے لے سکتا ہے، جبکہ ہمارے زمانے میں مروجہ بل تبدیلی کی فیس یا رسید بدلائی کی فیس کے نام سے لیجانے والی رقم بلا عوض ہوتی ہے اور رشوت کے طور پر لیجاتی ہے، جس کالینا ناجائز ہے۔ لہذا مذکورہ فتویٰ سے استدلال کر کے مروجہ فیس کو جائز قرار دینا درست نہیں۔

سنن الترمذی - (3 / 623)

عن عبد الله بن عمرو قال : لعن رسول الله صلى الله عليه و سلم الراشي والمرتشي

بحوث في قضايا فقهية معاصرة - القاضي محمد تقي العثماني - (1 / 92)

1- يجوز للمؤجر أن يأخذ من المستأجر مقدارا مقطوعا من المال، يعتبر كأجرة مقدمة لسنتين معلومة، وهذا بالإضافة إلى الأجرة السنوية أو الشهرية. وتجري على هذا المبلغ المأخوذ أحكام الأجرة بأسرها، فلو انفسخت الإجارة قبل أمدتها المتفق عليه لسبب من الأسباب، وجب على المالك أن يرد على المستأجر مبلغا يقع مقابل المدة الباقية من الإجارة.

2- إذا كانت الإجارة لمدة معلومة استحق المستأجر البقاء عليها إلى تلك المدة، فلو أراد رجل آخر أن يتنازل المستأجر عن حقه، ويصير هو المستأجر بدله، يجوز للمستأجر الأول أن يطالب بعوض، ويكون ذلك نزولا عن حق الاستئجار بعوض، ويجوز ذلك قياسا على النزول عن الوظائف بمال. ولكن يشترط لذلك أن تكون الإجارة الأصلية إلى مدة معلومة كعشر سنين مثلا، ويتنازل المستأجر في أثناءها.

الفتاوى الهندية - (4 / 413)



ثم الأجرة تستحق بأحد معان ثلاثة إما بشرط التعجيل أو بالتعجيل أو باستيفاء المعقود عليه فإذا وجد أحد هذه الأشياء الثلاثة فإنه يملكها كذا في شرح الطيحاوي

الدر المختار - (٦ / ١٠)

(و) اعلم أن (الأجر لا يلزم بالعقد فلا يجب تسليمه) به (بل بتعجيله أو شرطه في الإجارة) المنجزة، أما المضافة فلا تملك فيها الأجرة بشرط التعجيل إجماعاً.

رد المختار - (٦ / ١٠)

(قوله لا يلزم بالعقد) أي لا يملك به كما عبر في الكنز؛ لأن العقد وقع على المنفعة وهي تحدث شيئاً فشيئاً وشأن البذل أن يكون مقابلاً للمبدل، وحيث لا يمكن استيفاؤها حالا لا يلزم بدؤها حالا إلا إذا شرطه ولو حكماً بأن عجز له؛ لأنه صار ملتزماً له بنفسه حينئذ وأبطل المساواة.... والله تعالى أعلم بالصواب
محمد عاطف عفى عنه

محمد عاطف عفى عنه

دار الافتاء جامع دار العلوم كراچی

٢١ جمادى الثانية ١٤٣٥ هـ

٢٢ اپریل ٢٠١٣



الجواب صحیح

محمد

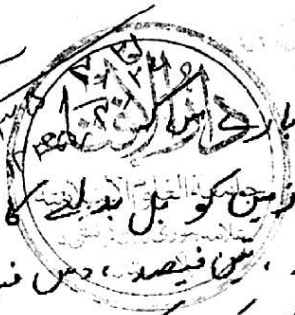
٢١-٢٢-١٤٣٥ هـ



الجواب صحیح

السید

٢٢-٢٣-١٤٣٥



کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں ملک برما میں فلیٹوں کی خرید و فروخت میں مالک زمین کو اصل بدلے کا فیس یا نام بدلنے کا فیس دیا جاتا ہے جو کہ فلیٹ کی قیمت کی دو فیصد، تین فیصد، دس فیصد، پندر فیصد تک پہنچ جاتا ہے، صورت مسئلہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک مالک زمین ہوتا ہے جسے اپنی زمین کا ٹیکس حکومت کو دینا پڑتا ہے وہ اپنی زمین پر خود یا تو عمارت تعمیر کرتا ہے یا کسی ٹھیکیدار سے کرواتا ہے پھر عوض میں ٹھیکیدار کو کچھ کمر دیتا ہے یہ مالک زمین یا ٹھیکیدار اپنے مملوک فلیٹوں کو دوسروں کو بیچ دیتا ہے اور

اس عقد کو عقد بیع سمجھا جاتا ہے، کوئی بھی اسکو کرایہ داری نہیں سمجھتا لیکن صرف اتنی بات ضرور ہے کہ کبھی اس عقد میں مالک زمین جسکی زمین پر یہ فلیٹ قائم ہے کو ہر ماہ زمین کا کرایہ ایک ہزار، دو ہزار مثلاً دینے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر ایگریمنٹ میں زمین کے کرایہ کا ذکر نہ بھی کیا جائے پھر بھی مالک فلیٹ کو ہر ماہ خلاصہ یہ ہے کہ فلیٹ خریدنے والا فلیٹ کا مالک حقیقی ہوتا ہے، اسکو تمام مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں، جسکو چاہے بیچ سکتا ہے نہ مالک زمین یا کوئی اور دخل دے سکتا ہے یا روک سکتا ہے کیونکہ شروع عقد ہی سے ملکیت مالک فلیٹ کی ہو گئی ہے لیکن یہ فلیٹ جس زمین پر قائم ہے اسکا مالک اور ہے فلیٹ کی ملکیت زمین کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی صرف فلیٹ کی حد تک محدود ہے لہذا اسکو ہر مہینہ دوسرے کی زمین استعمال کرنے کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے جب یہ مالک فلیٹ اپنے فلیٹ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرتا ہے تو مالک زمین زمین کے کرایہ کے بدلے میں اس نئے خریدار کا نام تبدیل کرنے کیلئے فروخت شدہ فلیٹ کی قیمت کی دو فیصد، پانچ فیصد، دس فیصد، پندرہ فیصد مثلاً بطور فیس لیتا ہے یہ اگر

طور پر جو فلیٹ بیچ کر جاتا ہے اسکو ادا کرنا پڑتا ہے کبھی اس نئے خریدار کو یہ فیس ادا کرنا پڑتا ہے، اس فیس کئی ادائیگی کے بغیر اس فلیٹ کی خرید و فروخت مکمل نہیں ہوتی اور یہ نام تبدیلی کا فیس اس ماہوار فیس کے علاوہ ہے جسکو ہر مالک فلیٹ ادا کرتا ہے، مالک زمین اپنی زمین پر قائم فلیٹوں سے دو قسم کا استفادہ حاصل کرتا ہے ① فلیٹوں کا ماہوار کرایہ ② فلیٹوں کے مالک تبدیل ہوتے وقت نام تبدیلی کا فیس۔ اس طرح مالک زمینوں میں اوقاف مساجد کے متولی صاحبان بھی شامل ہیں وہ بھی اوقاف زمینوں پر قائم فلیٹوں کے مالکان کی تبدیلی کے وقت نام تبدیلی کا فیس وصول کرتے ہیں یعنی اسکا رواج پورے

مکان کی پگڑی

سوال [۸۱۱۴]: مکان کی پگڑی لینا جائز ہے یا نہیں، جبکہ بنی چیسے شہر میں مکان ملنا جوئے

شیر (۱) لانے کے مترادف ہے؟

۲..... مکان مالک، کرایہ دار کے تہدیل ہوتے وقت ایک کرایہ دار کے نام سے دوسرے کرایہ دار کے

نام پر کرایہ کا بل تہدیل کرنے کا معاوضہ طلب کرتے ہیں، ساتھ ہی کرایہ میں کچھ مخصوص تناسب کے لحاظ سے

بڑھا دیتے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً ومصلیاً:

۱..... مالک مکان اگر کرایہ پر دیتے وقت کہے کہ اتنی رقم یکمشت پیشگی لوں گا اور پھر اتنی ماہانہ لوں گا اور

پھر اتنی سالانہ لوں گا تو اس کی گنجائش ہے (۲)۔ لیکن کرایہ دار مکان کے خالی کرنے کے لئے، یا دوسرے کرایہ دار کو

اپنی طرف سے دینے کے لئے پگڑی لے تو اس کی اجازت نہیں (۳)۔

= الشجر". (بذلح الصنائع، کتاب الإجارة، فصل فی رکن الإجارة ومعناها: ۵/۵۱۸، دارالکتب

العلمیہ بیروت)

(۱) "جوئے شیر: وہ نہر جو فرہار (کوکن) نے اپنی محبوبہ شیریں کے لئے پہاڑ میں کھودی تھی، اس کے دریے بکریوں کا درو

شیریں کے محل کے ایک حوض میں بہتا تھا"۔ (فیروز اللغات، ص: ۳۸۶، فیروز سنز، لاہور)

(۲) "یعتبر ویراعی کل ما اشترط العاقدان فی تعجیل الاجرة و تأجیلها". (شرح المجلة: ۱/۵۱)

الفصل الثانی من کتاب الإجارة، (رقم المادة: ۳۷۳)، دارالکتب العلمیہ بیروت)

"تلزم الاجرة بشرط التعجیل، یعنی لو شرط أن تكون الاجرة معجلة، لزم المستأجر

تسليمها". (شرح المجلة: ۱/۲۶۱، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

(و کذا فی البحر الرائق: ۹/۸، کتاب الإجارة، رشیدیہ)

(۳) "ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله حلال للدافع، حرام على الآخر

۲..... مالک مکان کو اس کا بھی حق ہے۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمد وغفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۶/۲/۸۹ھ۔

مکان کی پگڑی

سوال [۸۱۱۵]: جو پگڑی پر دکان میں دی جاتی ہیں، یا لی جاتی ہیں، کیا جائز ہے یا ناجائز؟ اگر جہ ہے تو صورت جواز کیا ہو سکتی ہے اور اگر ناجائز ہے تو کس وجہ سے ناجائز ہے؟ نیز ایک آدمی کے قبضہ میں دکان عرصہ طویل سے تھی، اب وہ شخص بیمار ہو کر تقریباً چار پانچ سال سے گھر پر رہا ہوا ہے اور دکان بند پڑی ہے، اور شخص اس دکان کا کرایہ ادا کرنا مفت کا سمجھتا ہے، چونکہ کدوہ بیمار پڑا ہے گھر پر۔ تو کیا وہ شخص اس دکان کو پگڑی دے کر کرایہ وصول کر سکتا ہے یا نہیں؟ اور پگڑی کا یہ طریقہ کثرت سے رائج ہے عوام میں، کسی کی تو پانچ سو ہوتی ہے اور کسی کی چار سو اور کسی کی چار ہزار ہوتی ہے، کسی کی پانچ ہزار، گو موسیٰ محل کے اعتبار سے ادا کرتے ہیں۔

الجواب حامداً ومصلیاً:

مالک دکان اپنی دکان کسی کو کرایہ پر اس طرح دے کہ مثلاً کہ یہ دکان ایک سال کے لئے کرایہ پر دیتا ہوں، تیس روپیہ ماہوار کرایہ ہوگا اور چار سو روپیہ پگڑی کے، اور ایک ماہ کا کرایہ پیشگی لوں گا تو یہ صورت درست ہے (۱)۔ اور یہ کہا جائے کہ عموماً سال میں سے پہلے مہینہ کا کرایہ چار سو تیس روپیہ ہیں جو پیشگی ہے، باقی مہینہ مہینہ کا کرایہ تیس روپے ماہانہ ہے، کرایہ دار کے لئے اس چیز کی اجازت نہیں کہ جتنے کرایہ پر خود دکان لی ہے اس

(۱) "یعتبر ویراعی کل ما اشترط العاقدان فی تعجیل الاجرة و تأجیلها". (شرح المجلة: ۱/۲۶۵، الفصل الثانی، کتاب الإجارة، (رقم المادة: ۳۷۳)، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

"تلزم الاجرة بشرط التعجیل، یعنی لو شرط أن تكون الاجرة معجلة، لزم المستأجر

تسليمها". (شرح المجلة: ۱/۲۶۱، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

"إذا كان الاجرة موقتة بوقت معين كالشهرية أو السنوية، يلزم إيفاؤها عند انقضاء ذلك

الوقت، فلو كانت مشاهرة فتؤدى عند نهاية الشهر. ۱۰۰/۱۰۰

چو کاین دین انجی نوعیت کے اعتبار سے اس سے بہت قریب بلکہ اس ہے اور خواہ لوہائیت کے متعلق کو تفسیر کیا تو آپ کے مطابق کاین و ان کے مطابق یہ سہ ماہ حقیقت ملک کے دائرہ میں کیا تا ہے اور اسے عقیدہ بخود کی طرح شریعتیں کی جاسکتا ہے جس طرح خواہ لوہائیت کا بل خرید و فروخت ہے چو کاین دین کے نتیجے میں جو حق ملک ہے وہ بھی اسی طرح قابل خرید و فروخت ہوگا اور عامہ نامہ لوہان کے خوشہ کے مطابق اس میں اور ذات کی جاری ہوگی اسی طرح اس سلسلے میں بیشتر نزاعات اور حوادث کے امتثال کے بعد حرم و ملائکہ کی بنا پر پیدا شدہ کسی ناخوشی سے بھونکنے کی قیام ہو جائیں گے اصل مالک یکہ ستورانی زمین کا مالک رہے گا اور دو سب امت مثل کا بھی حقدار ہوگا۔

ایک مسئلہ باقی رہ جا کہ مجرموں کے لین دین میں اگر کوئی طرح میں بھی حق ان لیا جا کہ تو اتنا نہ بدل غلو صاحب غلو کا حق ہو گا کہ نہ صاحب معذرت و ادواض کا، لہذا بدل غلو اس کے کہنے کا ہونا بھی نہ ہو گا و نہ مقررہ گیارہ اسے ملنا چاہئے لہذا بدل بدلنے کے نام پر جو جرم لیکن ہر مرتبہ جیتے ہیں، چاہئے کہ وہ جائز ہو ہوشیاری کے لزوم غلو و العفو نہایت کثرت کے آخر میں یہ مسکنی و ذکر گریہ ہے، وہ غصے کی ایک صفت غلو جب معمولی گریہ پر دکان حاصل کرتا ہے تو اتنا کہ کچھ دیر پشیمں کرتا ہے کہ نام غصہ نہ لکھا جا کہ یہ غلو جو عفو نہایت کثرت سے اس طرح جب صاحب غلو کا انفعال ہو جاتا ہے یا وہ اپنا حق غلو دوسرے کو سونپتا ہے تو عفو کثرت اور دوسرے شخص سے تاخر کو ایک رقم ملے ہے جسے نقدین کہتے ہیں لہذا یہ اسے بھی ازہر میں شاکر کا ماننے کا۔

حضرت مولانا مفتی ابوالکلام آزاد کے فتوے میں اسلامی کے نام پر ملی جانے والی جس قسم کو اجرت میں شمار کیا گیا کیلئے، وہ اس کے میں مطابق ہے بلکہ اپنی بدلتے ہوئی رقم بھی تصدیق اور خدمت کی اجرت اجرت ہی کا ایک حصہ شمار ہوئی ہے۔

عبدیہ فقہی مباحث

ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام قاسمی

صاحب زید محمد

جلد ۱ ص ۱۱۲

مقالہ : گیلری کا مسئلہ

از مفتی عزیز الرحمن - بمبئی

سکک میں پھیلا ہوا ہے کیا یہ فیس شرعاً جواز کا حکم رکھتا ہے؟ کیا اس فیس کو زمین کے گراہ میں داخل کر کے جواز کا حکم لگایا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس فیس کے بارے میں جدید فقہی مباحث جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ پاکستان میں مذکور مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کے مقالہ سے اسکا جواز معلوم ہوتا ہے کیا ہم اس پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس بارے میں مفصل جواب دیکر محنتوں فرمائیں۔

(جدید فقہی مباحث (تحقیقات) ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمہ اللہ)

نیز اس بارے میں فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۸۲ مطبوعہ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی پاکستان میں مذکور دوسرے سوال کا تعلق نام تبدیلی کے فیس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا نہیں۔

سائل محمد لغمان
مجلس الافتاء مرکزی
جمعیت علماء اسلام
رنگون، میانمار

الجواب باسمہ تعالیٰ

واضح رہے کہ مروجہ پگڑی کا لین دین ناجائز ہے۔ کیونکہ پگڑی کے نام پر لی جانے والی رقم شریعت کے کسی قاعدے پر منطبق نہیں ہوتی، ایسے ہی مالکان کو مکان و دکان کی فروخت کی صورت میں قیمت میں سے دس فی صد یا کچھ کم و بیش جو رقم ملتی ہے جسے عام طور پر رسید بولائی کہتے ہیں وہ بھی نادرست ہے۔ سوال میں ذکر کردہ صورت بھی پگڑی کی ہے اس لئے ناجائز ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض اہل علم اس معاملے کا بہت زیادہ ہرجا ہونے کی بناء پر جواز کے قائل ہیں۔ مگر دلائل شرعیہ کی بناء پر ہم یہ معاملہ ناجائز ٹھہرتا ہے۔ جاری ہے۔



تفصیلی دلائل کے لئے اہل علم کی مطبوعات ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔
سائل نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے اس میں بھی عدم جواز
کے حوالہ جات درج ہیں۔

۲۔ فتاویٰ محمودیہ میں سوال کا دوسرا جواب (مالک مکان کو اس کا
بھی حق ہے) کا تعلق اس بات سے معلوم ہوتا ہے کہ مالک
مکان کو کرایہ دار تبدیل ہونے کی صورت میں مخصوص
تناسب سے کرایہ بڑھا دینے کی گنجائش ہے۔

نشامی میں ہے

ووجب علی کل واحد منہما فسوخ قبل القبض۔

او بعدہ مادام بخالہ فی ید المشتري اعدا للفساد،

لانہ معصیۃ فیجب رفعہا (ج: ۵، ص: ۹۰)

فقط وانثاعلم۔

کتبہ
طالب خلیل
متخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیہ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

۲۸۔ ربیع الثانی ۱۴۳۵ھ

۲۔ مارچ ۲۰۱۴ء

۱۴۳۵ھ
محمد بن عبد اللہ
۵/۱

محمد بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ

محمد بن عبد اللہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الجواب حافداً ومصلحاً

صورت مسئلہ میں بل بدلنے کی فیس نئے کرایہ دار سے لینا شرعاً جائز ہے اور یہ حقیقت میں اجرت کا حصہ ہے، نیز فتاویٰ محمودیہ میں جو سوال و جواب مذکور ہے اس کا تعلق بھی اسی فیس کے ساتھ ہے۔

لما فی الحادیۃ:

”أقول..... كالذي يأخذونه

من المستأجر ويسمونه خدمة فهي في الحقيقة

تكلمة لأجر المثل، لأنهم يؤجرون عقار

الوقف بدون أجر المثل حتى يأخذوا الخدمة... الخ“

(كتاب الوقف، ۱/۱۶۷، ط: دار الكتب العلمية)

وفي الشامية:

”نعم جرت العادة أن صاحب

الخلو حین يستأجر الدکان بالأجرة البسيرة

یدفع للناظر دواهم تسمى خدمة، هي في الحقيقة

تكلمة أجرة المثل أو دولها؛... الخ“

(كتاب البوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن التوق

المجردة، ۲/۱۸۳، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

والله أعلم بالصواب

مكتبه: سراج الدين

المختص في الفقه الإسلامي

بالمجموعة الفاروقية بكراشي

۵ - ۱۴۳۵ھ

۱۳ - ۳ - ۲۰۱۴م



الجواب صحيح

سبح

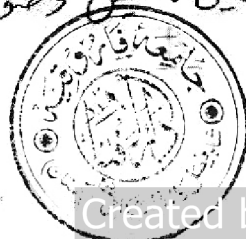
۱۴۳۵/۵/۱۴

الجواب صحيح

مكتبه

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

بارے ملک برما میں فلیٹوں کی خرید و فروخت میں مالک زمین کو بل بدلنے کا فیس یا نام بدلنے کا فیس دیا جاتا ہے جو کہ فلیٹ کی قیمت کی دو فیصد، تین فیصد، دس فیصد، پندرہ فیصد تک پہنچ جاتا ہے، صورت مسئلہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک مالک زمین ہوتا ہے جسکو اپنی زمین کا ٹیکس حکومت کو دینا پڑتا ہے وہ اپنی زمین پر خود یا تو عمارت تعمیر کرتا ہے یا کسی ٹھیکیدار سے کرواتا ہے پھر عرصہ میں ٹھیکیدار کو کچھ کمر دیتا ہے یہ مالک زمین یا ٹھیکیدار اپنے مملوک فلیٹوں کو دوسروں کو بیچ دیتا ہے اور فلیٹوں کی خرید و فروخت خرید و فروخت ایگریمنٹ کے ساتھ ہوتی ہے اور عرفاً اور تحریراً اس عقد کو عقد بیع سمجھا جاتا ہے، کوئی بھی اسکو کرایہ داری نہیں سمجھتا لیکن صرف اتنی بات ضرور ہے کہ کبھی اس عقد میں مالک زمین جسکی زمین پر یہ فلیٹ قائم ہے کو ہر ماہ زمین کا کرایہ ایک ہزار، دو ہزار مثلاً دینے کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر ایگریمنٹ میں زمین کے کرایہ کا ذکر نہ بھی کیا جائے پھر بھی مالک فلیٹ کو ہر ماہ زمین کا کرایہ ادا کرنا ہی پڑتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ فلیٹ خریدنے والا فلیٹ کا مالک حقیقی ہوتا ہے، اسکو تمام مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں، جسکو چاہے بیچ سکتا ہے نہ مالک زمین یا کوئی اور دخل دے سکتا ہے یا روک سکتا ہے کیونکہ شروع عقد ہی سے ملکیت مالک فلیٹ کی ہو گئی ہے لیکن یہ فلیٹ جس زمین پر قائم ہے اسکا مالک اور ہے فلیٹ کی ملکیت زمین کے ساتھ تعلق نہیں رکھتی صرف فلیٹ کی حد تک محدود ہے لہذا اسکو ہر مہینہ دوسرے کی زمین استعمال کرنے کا کرایہ ادا کرنا پڑتا ہے جب یہ مالک فلیٹ اپنے فلیٹ کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کرتا ہے تو مالک زمین زمین کے کرایہ کے بل میں اس نئے خریدار کا نام تبدیل کرتے ہوئے فروخت شدہ فلیٹ کی قیمت کی دو فیصد، پانچ فیصد، دس فیصد، پندرہ فیصد مثلاً بطور فیس لیتا ہے یہ اگر طور پر جو فلیٹ بیچ کر جاتا ہے اسکو ادا کرنا پڑتا ہے کبھی اس نئے خریدار کو یہ فیس ادا کرنا پڑتا ہے، اس فیس کی ادائیگی کے بغیر اس فلیٹ کی خرید و فروخت مکمل نہیں ہوتی اور یہ نام تبدیلی کا فیس اس ماہوار فیس کے علاوہ ہے جسکو ہر مالک فلیٹ ادا کرتا ہے، مالک زمین اپنی زمین پر قائم فلیٹوں سے دو قسم کا استفادہ حاصل کرتا ہے ① فلیٹوں کا ماہوار کرایہ ② فلیٹوں کے مالک تبدیل ہوتے وقت نام تبدیلی کا فیس۔ اس طرح مالک زمینوں میں اوقاف مساجد کے متولی صاحبان بھی شامل ہیں وہ بھی اوقاف زمینوں پر قائم فلیٹوں کے مالکان کی تبدیلی کے وقت نام تبدیلی کا فیس وصول کرتے ہیں یعنی اسکا رواج پورے





مکمل میں پھیلا ہوا ہے کیا یہ فیس شرعاً جواز کا حکم رکھتا ہے؟ کیا اس فیس کو زمین کے کرایے میں داخل کر کے جواز کا حکم لگا یا جاسکتا ہے یا نہیں؟ اس فیس کے بارے میں جدید فقہی مباحث جلد ۱ صفحہ ۱۲۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ پاکستان میں مذکور مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب کے مقالہ سے اسکا جواز معلوم ہوتا ہے کیا ہم اس پر عمل کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور اس بارے میں مفصل جواب دیگر محنتوں فرمائیں۔

(جدید فقہی مباحث (تحقیقات) ترتیب: مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمہ اللہ)

نیز اس بارے میں فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۶ صفحہ ۵۸۳ مطبوعہ دارالافتاء جامعہ داروقیہ کراچی پاکستان

میں مذکور دوسرے

سوال کا تعلق نام تبدیلی کے فیس کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا نہیں۔

سائل محمد نعمان

مجلس الافتاء مرکزی

جمعیت علماء اسلام

رنگون، میانمار

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

جسمائے ملک برما میں برطانیہ قدم سے ایک دستور چلا کر آیا ہے کہ یہاں رہائشی کے لئے گھر پگڑی میں خریدنا تھا جس کی شکل میں پگڑی تھی ملک زمین اپنی زمین پر بلڈنگ بنانے کو پگڑی اور فروخت کرنا تھا اور مالکانہ کرایہ بھی وصول کرنا تھا۔ کرایہ اٹھانے وصول کرنا تھا کہ ملک زمین کو حکومت کو زمین کا ٹیکس دینا پڑتا تھا۔

اب ان دنوں میں پگڑی بچے بچائے گویا کو مکمل طور پر بلڈنگ ملک سے خرید کر گویا ملک بن جاتا ہے اور بلڈنگ ملک کو ان گویا پگڑی اور اختیار نہیں رہتا۔ یعنی گھر ملک جب چاہے جس کو چاہے فروخت کر سکتا اور کرایہ پر دے سکتا ہے۔ البتہ بلڈنگ ملک کو مالکانہ کرایہ دینا پڑتا ہے اور جب بھی گھر کا ملک اپنا گھر فروخت کرنا چاہتا ہے تو ملک بلڈنگ کو دیکھ کر قسم گھر بننا خریدار کے نام کرنے کے لئے دینی پڑتی ہے۔ جو تقریباً کر کے قیمت کے دس فیصد ہو جاتا ہے۔ اور اگر وہ عورتہ و قسم دے تو ملک بلڈنگ نام تبدیل نہیں کر دیتا۔ اور گھر کا بیچنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔

اب پوچھنا یہ ہے کہ اس طریقے سے بلڈنگ ملک کو ملک گھر سے اس قسم کی قسم کا طلب کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۱، سوال نمبر ۳۹ کی دوسری نشی ہے جس کا جواب میں یہ لکھا ہے کہ ملک مکان کو اس کا بھی حق ہے کہ یہ جواب ہمارے سوال پر فیٹ کر آیا ہے (موافق آہا ہے) اگر نہیں تو اس جواب کا کیا مقصد ہے یہ پانی زمار مدلل جواب بر حقت فرمادیں۔

سہولت کے لئے فتاویٰ محمودیہ کے مذکورہ جواب کی نوٹ کاپی بھی ارسال کر رہا ہوں۔ لیکن اس نوٹ کاپی کو دوبارہ پہنچنے کی نہ جھٹ نہ کروں۔

اور چونکہ ہمارے یہاں (STAMP) کی سہولت نہیں ہے لہذا حفرت سے گذارشی سے کہ (STAMP) لگوانے والے کے قریب بھیج دینے۔ جزاک اللہ فی الدارین خیرا

المستفتی

محمد ابراہیم بن عبدالرحیم مایٹ
قادم مدرسہ مشوۃ الاملا

ADDRESS: MUHAMMAD EBRAHIM MAYET
NO. 28, 26TH STREET, PAGEDAN TOWNSHIP
YANGON MYANMAR

اجاب سہارنڈا و صلیبا و مسئلہ - جی ہاں! آپ نے فتاویٰ محمودیہ کے جس سوال و جواب کی زیر التماس
 بھیجی ہے، وہ آپ کے یہاں جو صورت معقول رہا ہے، اس پر منطقی ہوئی ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم

اُمیدوار: احمد خاں شوری

۱۷ رجب المرجب ۱۴۳۳ ھ

مفتی

الجواب بھیج
 عباس داؤد برائے

واللہ تعالیٰ

ماہ ولایت فتح ۱۴۳۳ ھ

مفتی محمد رفیع الرحمن صاحب
 (پروفیسر)



پگڑی کی شرعی حیثیت

- ۱- مالک مکان زمرعات و ڈپوزٹ کے نام سے کرایہ دار سے جو پیشگی رقم وصول کرتا ہے بہتر ہے کہ اس کو عینہ محفوظ رکھا جائے، اگر مالک اس کو خرچ کر دے تو وہ اس بات کا متناہن ہوگا کہ کرایہ دار کی مدد ختم ہوتے ہی وہ رقم کرایہ دار کو فوراً واپس کر دے۔
- ۲- اگر کوئی مکان یا دوکان کرایہ پر دیا جائے اور مالک مکان مروجہ پگڑی کے نام پر اصل مالک کو کرایہ سے علاوہ بھی نقد رقم کرایہ دار سے وصول کرے تو سمجھا جائے گا کہ مالک مکان نے بحیثیت مالک اپنے مکان کو کرایہ دار سے واپس لینے کے حق سے دست برداری کا عوض وصول کر لیا ہے۔ یہ تم اس کے لئے اس حق کے عوض ہونے کی بنیاد پر جائز ہوگی۔ آئندہ اگر مالک مکان کرایہ دار سے مکان واپس لینا چاہے تو کرایہ دار کو اس کا حق ہوگا کہ وہ مکان خالی کرنے کے عوض جس پر وہ فریق راہمی ہو جائیں مالک مکان سے وصول کر لے، اور اسی طرح کرایہ دار دوسرے کرایہ دار کے حق میں باہمی طے شدہ رقم کے عوض اپنے اس حق سے جو اس نے اصل مالک سے عوض لے کر حاصل کیا تھا دست بردار ہو سکتا ہے۔
- ۳- مالک مکان نے پگڑی لینے بغیر مکان کرایہ پر دیا اور اجارہ کی مدت معاہدہ میں مقرر نہیں کی گئی ہو تو اس صورت میں مالک مکان کو حق ہوگا کہ جب چاہے مکان خالی کر لے۔ البتہ مالک مکان کو چاہئے کہ خالی کرانے کا نوٹس اور خالی کرنے کی تاریخ کے درمیان ایسی مہلت دے جو مقامی حالت کے پیش نظر مناسب ہو۔ جس میں مالک اور کرایہ دار کو کوئی خاص ضرر لاحق نہ

- ہو، اور کرایہ دار کو چاہئے کہ اس مناسب مہلت میں مکان خالی کر دے۔
- ۴- جو مکان یا دوکان بغیر پگڑی لئے کرایہ پر دی گئی ہو، مالک مکان کو مکان واپس کرتے وقت کرایہ دار کے لئے اس سے پگڑی طلب کرنا جائز نہ ہوگا۔
- ۵- سینار مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ اپنے معاملات میں شریعت کا خاص خیال رکھیں، شریعت چاہتی ہے کہ کسی بھی معاہدہ کے بارے میں معاہدہ کے ہر دو فریق تمام ضروری متعلقہ امور کو وضاحت اور صراحت کے ساتھ باہم طے کر لیں تاکہ آئندہ کوئی نزاع پیدا نہ ہو اور فریقین ضرر سے محفوظ رہیں۔ اس سلسلہ میں سینار خصوصیت سے یہ سفارش کرتا ہے کہ کرایہ داری کا معاملہ طے کرتے وقت مدت کا تعین کر لیا جائے اور اگر مالک مکان عوض لے کر ہمیشہ کے لئے اپنے مکان خالی کرانے کے حق سے دست بردار ہونا چاہتا ہے تو فریقین صراحتاً آپس میں اس کو طے کر لیں۔

ဓမ္မသတ်မှူးချုပ်
အိုလာမာအစ္စလာမ်သာသနာ့ပညာရှင်များအဖွဲ့ချုပ်
ဗဟိုဓမ္မသတ်ဌာန၊ ပန်းဘဲတန်းမြို့နယ်၊ ရန်ကုန်မြို့။

035/13
၁၈- 2/ 2013

ရက်စွဲ။ ။ ၂၀၁၃ခုနှစ်၊ ဖေဖော်ဝါရီလ(၁၈)ရက်

အကြောင်းအရာ။ ။ ပဿာဝါဓမ္မသတ်မေးမြန်းခြင်း။

ကျွန်တော်တွင် ရန်ကုန်မြို့၌ နှစ်ခန်းတွဲ(၅)ထပ်တိုက်ဆောက်လုပ်ထားရာမှ မြေကို ပိုင်ဆိုင်လျက်ရှိပါသည်။ ၎င်းမြေပေါ်မှဆောက်လုပ်ထားသော (၅)ထပ်တိုက်တွင်အခန်းပေါင်း(၁၀)ခန်းရှိပါသည်။ ယခုအခါ ၎င်းအခန်းများမှမြေလခ(သို့)အိမ်လအဖြစ်တစ်လလျှင်(၅၀၀/-)ကျပ်မှ(၁၀၀၀/-)အထိအသီးသီးကောက်ခံရယူလျက်ရှိပါသည်။

- (၁) အဆိုပါတိုက်ခန်းဝယ်ယူထားသူများမှတစ်ဦးဦးသည်အခန်းတစ်ခန်းကို ပြန်လည်ရောင်းချသောအခါမြေရှင်ဖြစ်သူကျွန်ုပ်အားလက်မှတ်ထိုးခိုင်းကာအသိသက်သေအဖြစ်သော် လည်းကောင်း၊ ကန့်ကွက်ရန်မရှိကြောင်းသော်လည်းကောင်း၊ အသိအမှတ်ပြုရန်အတွက်သော် လည်းကောင်း၊ ငွေကြေးတစ်စုံတစ်ရာ ယူပိုင်ခွင့် (ဥပမာ-ငွေကျပ်သိန်း(၁၀၀)နှင့်ရောင်းလျှင်(၁)သိန်း(သို့မဟုတ်) (၂)သိန်း)ယူပိုင်ခွင့်ရှိပါသလား။ အကယ်၍တရားတော်အရငွေကြေးတစ်စုံတစ်ရာ ယူပိုင်ခွင့်မရှိဟုဆိုလျှင်ရန်ကုန်မြို့တွင်းရှိလေးစားရသောသူများပင်လျှင်အဆိုပါငွေများကိုရယူသုံးစွဲနေကြပါသည်။ သို့ပါ၍အဆိုပါငွေများကိုရယူပိုင်ခွင့်၊ သုံးစွဲပိုင်ခွင့်၊ အခြားနည်းလမ်းများရှိပါကပြသပေးပါရန်လေးစားစွာတင်ပြအပ်ပါသည်။
- (၂) အာဂျီနိုမိုတိုဟင်းခတ်အချို့မှန်နှင့်အခြားဟင်းခတ်အချို့မှန်များအား အစ္စလာမ်ဘာသာဝင်များသုံးစွဲပိုင်ခွင့်ရှိ/မရှိ ဖြေကြားပေးစေလိုပါသည်။
- (၃) ပင်လယ်ရေထွက်ပစ္စည်းများဖြစ်ကြသော ကင်းပွန်း(ခ)ပြည်ကြီးငါး၊ ငါးမန်အသား၊ ငါးလိပ်ကျောက်၊ ပုစွန်၊ ဂဏာန်း၊ ရေနံသောလိပ်စသည်များမှာတရားတော်အရဟာလာလ်၊ ဟာရမ်၊ မကရူမည်သို့ဖြစ်သည်ကိုဖြေကြားပေးစေလိုပါသည်။

အကိုးအကားအထောက်အထားများဖြင့် စုံလင်စွာဓမ္မသတ်ဖြေကြားပေးပါရန် ရိုသေလေးစားစွာဖြင့် လျှောက်ထားအပ်ပါသည်။

လေးစားစွာဖြင့် 
ဟာဂျီဦးတင်အောင်မြင့်
အမှတ်(၃၆)၊ ၂၆လမ်း၊ ပန်းဘဲတန်းမြို့နယ်။



جَمِیَّةُ عُلَمَاءِ الْإِسْلَامِ (المكتب الرئيسي) میانما-یانگوں

ပြည်ထောင်စုသမ္မတမြန်မာနိုင်ငံတော်

အိုလဟ - အစ္စလာမ်သာသနာ့ပညာရှင်များအဖွဲ့ချုပ်

JAMIAT ULAMA EL-ISLAM • Head Quarters •

THE REPUBLIC OF THE UNION OF MYANMAR

☎ : 253683

ဖုန်း - (၇၆) - ၂၈ - လမ်း ၈၈၈၈၈၈၊ ပန်ဆန်မြို့နယ်၊ ရန်ကုန်မြို့

☎ : 370535

No. (76), 28th Street, 1st Floor, Pabedan Township, Yangon.

☎ : 385076

စာ. ၈/ဓမ္မသတ်/၀၃၅/၂၀၁၃

မူ. ဟင်္သာရီ(၁၄၃၅)ခုနှစ်ယုတ်ဝါန်လ(၃)ရက်၊

(၂၀၁၆)ခုနှစ်မေလ(၁၁)ရက်၊

သို့

ဟာဂျီဦးတင်စောင်မြင့်

စာမှတ်(၃၆)၂၆လမ်းပန်းတဲတန်းမြို့နယ်၊

အကြောင်းအရာ၊

ပယ်ဝါဓမ္မသတ်ဖြေကြားချက်ပေးပို့ခြင်း။

ရည်ညွှန်းချက်၊

ဟာဂျီဦးတင်စောင်မြင့်၏စာစာမှတ်၊စာ-၈/ဓမ္မသတ်/၀၃၅/၂၀၁၃

(၁၈ . ၂ . ၂၀၁၃)နေ့စွဲပါ ဓမ္မသတ်ပေးမြန်းစာ၊

(မေးခွန်းပူးတွဲလျက်)

မေးမြန်းချက်များမှန်ကန်ပါကဓမ္မသတ်ဖြေကြားချက်မှာအောက်ပါအတိုင်းဖြစ်ပါသည်

၁။ ဖက်ကတ်ဓမ္မသတ်ပညာရှင်အများစုက တိုက်ခန်းအမည်ပြောင်းခရယူခြင်း မပိုင်ကြောင်း မိန့်ဆိုထားပေသည်။ သို့သော် ဓမ္မသတ်ပညာရှင်အချို့ကမူ အဆိုပါအမည်ပြောင်းခကို ရယူခွင့်ရှိကြောင်း မိန့်ဆိုကြ၏။ သို့ပါ၍ ဖွတ်စလင်မ်များအနေဖြင့် အဆိုပါ ငွေကို ရယူခြင်းမှ ရှောင်ကြဉ်အပ်ပေသည်။

(مال حرام ادرااس کے شرعی مصارف واحكام ص ۳۳۱)

(فتوى دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی فتویٰ نمبر ۱۶۱۶/۵۹ مؤرخہ ۲۳/۶/۱۳۵۵)
(فتوى دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۳۰/۲/۲۰۱۲)

(جدید فقہی مباحث جلد ۱/ ص ۱۲۱ - ۱۲۳)

(فتاویٰ محمدیہ جلد ۱۶/ ۵۸۲ ط دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی)

(فتویٰ دارالافتاء جامعہ فاروقیہ کراچی ۱۲۰/۲۲۶ مؤرخہ ۱۲/۵/۱۴۳۵)

(فتویٰ دارالافتاء مدرسہ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈی. آئی. ایل، اندیا مؤرخہ ۱۰/۱۲/۱۴۳۲)

۲။ အချို့မှုန့် (Monosodium Glutamate-MSG)စားသုံးခွင့် ရှိသည်။ အခြားဟင်းခတ်မှုန့်များ၌ ဟရပ်စ် မစားပိုင်သော အစိတ်အပိုင်းများ ပါဝင်သည်ကို အတိအကျ မသိရှိရသည့်အခြေအနေ၌ စားသုံးခွင့် ရှိသည်။

(فتوى دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی ۱۳۷۵/۲۵ مؤرخہ ۸/۸/۱۳۷۲)

၃။ ဟနဖီဖက်ကတ် ဓမ္မသတ်အရ ရေနံသတ္တဝါများတွင် ငါးတစ်မျိုးတည်းသာ ဟလလ် စားပိုင်ပေသည်။ ငါးမှလွဲ၍ အခြား ရေနံသတ္တဝါများကို စားသုံးခြင်း မပိုင်ပေ။ သို့ပါ၍ လူကြီးမင်း မေးမြန်းထားသော မေးခွန်းပါ ရေနံသတ္တဝါများတွင် ငါးမုန့်၊ ငါးလိပ်ကျောက်၊ပုစွန်တို့သည် ငါးအမျိုးဝင်ဖြစ်၍ ဟလလ် စားသုံးပိုင်ပေသည်။ ကင်းမွန်၊ ပြည်ကြီးငါး၊ ဂဏန်း၊ လိပ်တို့သည် ငါးအမျိုးဝင် မဟုတ်သောကြောင့် ဟနဖီဓမ္မသတ်အရ ထိုရေနံသတ္တဝါများကို စားသုံးခြင်း မပိုင်ပေ။

لما في مسكاة المصباح ص ۳۶۱ ط قدیمی

احلت لنا الطیبتان : السمك والجراد

لما في فتاوى قاضی خان علی هامش الهندیة ۳۵۷/۳

ولا بأس بسائر انواع السمك نحو الحریث و المارماهی ولا يؤكل ما فی البحر سوى السمك و طیر الماء عندنا



جمیۃ علماء الإسلام (المكتب الرئيسي) میانما-یانغون

ပြည်ထောင်စုသမ္မတမြန်မာနိုင်ငံတော်

အိုလံပ - အစ္စလာမ်ဘာသာနာပညာရှင်များအဖွဲ့ချုပ်

JAMIAT ULAMA EL-ISLAM • Head Quarters •

THE REPUBLIC OF THE UNION OF MYANMAR

☎ : 253683

ဆယ့်လမ်း - (၇၆)၊ ၂၈ - လမ်း၊ ပထမထပ်၊ ပန်ဆန်တန်းမြို့နယ်၊ ရန်ကုန်မြို့

☎ : 370535

No. (76), 28th Street, 1st Floor, Pabedan Township, Yangon.

☎ : 385076

တရားရုံး

-J- ငန့်

لما في المورد انكليزي - عربي من 761

ray : الراي ، السفن ، المحصورة ، السفين البحري (سلك)

لما في المورد عربي - انكليزي من 123.

وَرَنَكُ ، وَزَنَكُ (سلك) skate, ray

لما في مصباح اللغات من 93.

الورنك - مجملی کی ایک قسم

لما في المنجد (عربي) من 897

الورنك (7) ضرب من السلك

မြန်မာအဘိဓာန် (အကျဉ်းချုပ်) ၁/၁၆၃

ဝါးလိပ်ကျောက်။ ပြားဝိုင်းသော ကိုယ်ရှိ၍ ကျာပွတ်နှင့်တူသော အမြီးပါသည့် ငါးတစ်မျိုး။

၁၂/၃/၈/၈

အင်္ဂလိပ် မှတ်တမ်း မှတ်တမ်း မှတ်တမ်း
ဓမ္မသတ်မှတ်

၁၂/၃/၈/၈

အင်္ဂလိပ် မှတ်တမ်း မှတ်တမ်း မှတ်တမ်း
ဓမ္မသတ်မှတ်

Handwritten signature in Arabic script.

ရှိုက်ခွင့်ဟခိုးခံ အင်္ဂလိပ် မှတ်တမ်း မှတ်တမ်း မှတ်တမ်း (ခ) ဦးဘသိန်း (မောင်ဟိရီ)

ဓမ္မသတ်မှတ်ချုပ်

ဘဝကပါ ဓမ္မသတ်ပြောဆိုရန်သည် တရားတော်
တရားသိရှိရန်သာဖြစ်ပြီး ဓမ္မသတ်မှတ်ချုပ်အား ပညာရှိ
တရားရုံးသို့ သက်သေပြန် ခေါ်ယူမည်ဟု
ကြောင်း ဝန်ခံတောင်းဆို လက်မှတ်ရေးထိုးပါသည်။
...၁၂၈၆၈၈၈၈၈၈၈...

دار الافتاء بالجامعة العربية شوكة الاسلام

كبو لندا، بانكوك، ميانمار

الرقم: ١٨٣-١٨٥ / الشارع ٣٧

Darul Ifta
Al-Jamia Shaukatul Islam

No. 183-185, 37th Street,
Kyaokada Tsp., Yangon, Myanmar.
Tel. 392992, 0950 72786



ဓမ္မသတ်ဌာန
ဗုဒ္ဓဘာသာရရှိယာရှောင်ကသွယ်အစွယ်သမိ

အမှတ် ၁၈၃-၁၈၅ ၃၇ လမ်း
ကျောက်တောင်မြို့နယ်၊ ရန်ကုန်၊ မြန်မာ
☎ ၃၉၂၉၉၂ ☎ ၀၉၅၀ ၇၂၇၈၆

သို့

(၁)

ရက်စွဲ: ၂၃-၂-၂၀၂၁

ဓမ္မသတ်ဌာန

၁၂/အစု(နိုင်)၁၅၂၂၃၅

ပုဂ္ဂိုလ်တော်မြို့နယ်

အကြောင်းအရာ: ဓမ္မသတ်မြေကြားခြင်း။

ရည်ညွှန်းချက်: လူကြီးမင်း၏ရက်စွဲမပါ မေးမြန်းထားသည့်ဓမ္မသတ်မေးမြန်းစာ။

(မေးခွန်းမိတ္တူပူးတွဲလျက်)

မေးမြန်းချက်များမှန်ကန်ပါက ဓမ္မသတ်မြေကြားချက်မှာ အောက်ပါအတိုင်းဖြစ်၏။

“ဓမ္မသတ်မြေကြားချက်”



၁။ ကျွန်တော်များနိုင်ငံတွင် မြေရှင်၏ခွင့်ပြုချက်ဖြင့် ဆောက်လုပ်တည်ရှိသော လူနေအိမ်တိုက်ခန်းတစ်ခန်းအား ဝယ်ယူခြင်းဖြင့် အဆိုပါတိုက်ခန်းတည်ရှိသောမြေသည် တိုက်ခန်းဝယ်ယူသူ၏ပိုင်ဆိုင်မှုတွင် အကျုံးမဝင်ပေ။ ထို့ကြောင့် ငှားရမ်းသဘောဖြင့် ဆောက်လုပ်ခွင့်ပေးထားသည့်အဆောက်အဦးအတွက် မြေငှားရမ်းခတောက်ခံရာ၌ မြေရှင်အနေဖြင့် ဥပဒေနှင့်အညီ သက်ဆိုင်ရာဌာနများမှ သတ်မှတ်ထားသောမြေငှားရမ်းခနှုန်းထားအတိုင်းသာ ကောက်ခံရမည်ဖြစ်၏။ သက်ဆိုင်ရာဌာနများမှ သတ်မှတ်ထားသောနှုန်းထားကို ကျော်လွန်၍ အဆမတန်မြေငှားရမ်းခကောက်ခံခြင်း မပြုပိုင်ပေ။

၂။ ကျွန်တော်များနိုင်ငံရှိအိမ်ခြံမြေအရောင်းအဝယ်လောကတွင် တိုက်ခန်းများရောင်းသည့်အခါ မြေပိုင်ရှင် အား လက်မှတ်ထိုးခ အသိအမှတ်ပြုခ အမည်ပြောင်းခအဖြစ် တိုက်ခန်းရောင်းရောင်း၏သတ်မှတ်ရာခိုင်နှုန်းကို တိုက်ခန်း ရောင်းသူဝယ်သူ၏ကြည်ဖြူမှုမရှိဘဲ မဖြစ်မနေပေးဆောင်နေရသည့်စနစ်တစ်ခု တွင်ကျယ်လျက်ရှိသည်။ ထိုစနစ်ကို ရှုရ အသိအမှတ်တော်နှင့်အညီ ခွဲခြမ်းစိတ်ဖြာကြည့်သည့်အခါ အောက်ပါအချက်အလက်များကို တွေ့ရှိရသည်။

(က) တိုက်ခန်းအရောင်းအဝယ်လုပ်သည့်အခါ မြေရှင်ကိုပေးရသောတိုက်ခန်းတန်ဖိုး၏ရာခိုင်နှုန်းငွေကို များသော အားဖြင့် ရောင်းသူဘက်က ပေးချေရပြီး တစ်ခါတစ်ရံ ရောင်းသူက ဝယ်သူအား အမည်ပြောင်းခြင်းဆိုင်ရာ ကာဝန်လွှဲ ပြောင်းပေးသည့်အခါ ဝယ်သူဘက်က ပေးချေရသည်လည်းရှိသည်။

(ခ) မြေရှင်သည် အိမ်အရောင်းအဝယ်ဖြစ်မြောက်သွားပါက အဆိုပါငွေကို ရယူပြီးနောက် မြေလခကောက်ခံရာ တွင် ဝယ်သူ၏အမည်ကို တိုက်ခန်းပိုင်ရှင်အသစ်အဖြစ် အသိအမှတ်ပြုပေးပြီး လစဉ်လတိုင်း ထိုအမည်အသစ်ဖြင့်သာ သတ်မှတ်မြေလခကို ကောက်ခံလေ့ရှိသည်။

(ဂ) တိုက်ခန်းအရောင်းအဝယ်ဖြစ်မြောက်စေရန် မြေရှင်မှအသိအမှတ်ပြုအမည်ပြောင်း လက်မှတ်ထိုးပေးရပါ သည်။ မြေရှင်၏လက်မှတ်မပါဘဲ တိုက်ခန်းအရောင်းအဝယ်ဖြစ်ပြီးမြောက်နိုင်ခြင်း မရှိသည်ကို တွေ့ရှိရသည်။

သို့ဖြစ်ရာ မြေရှင်သည် မြေကိုသာပိုင်ဆိုင်ပြီး တိုက်ခန်းကိုပိုင်ဆိုင်ခြင်းမရှိသည့်အတွက် တိုက်ခန်းအရောင်းအဝယ် ကိစ္စတွင် ဝင်ရောက်စွက်ဖက်ပိုင်ခွင့်မရှိပေ။ ထို့အတူ အရောင်းအဝယ်ဖြစ်မြောက်စေရန်လက်မှတ်ထိုးပေးရာတွင်ကုန်ကျမှု တစ်စုံတစ်ရာမရှိဘဲလက်မှတ်ထိုးပေးရုံသာသက်သက်ဖြစ်ပါက ထိုကိစ္စအတွက် အဖိုးအခရယူခွင့်မရှိပေ။

ကမ္ဘာကျော်ဓမ္မသတ်ဌာနတစ်ခုဖြစ်သည့်ဝါဒလ်အုလူးမိကရာဒီမှ ဖိကဟ်ဓမ္မသတ်ပညာရှင်များမှလည်း ဤအတိုင်း ပင် ဓမ္မသတ်မြေကြားထားသည်ကို တွေ့ရှိရသည်။

စာချုပ်အုပ် (၂၁) သို့

دار الافتاء بالجامعة العربية شوكة الاسلام

كيوتو، يانغون، ميانمار

الرقم ١٨٣-١٨٥/الشارع ٢٧

**Darul Ifta
Al-Jamia Shaukatul Islam**

No. 183-185, 37th Street,
Kyanakada Esp, Yangon, Myanmar.
Tel. 392902, 0950 72786



**ဓမ္မသတ်ဌာန
ဥပသတ်အရိယာတောင်ကသုလ်ကဏ္ဍာန်**

အမှတ် ၁၈၃-၁၈၅၊ ၃၇-လမ်း (အလယ်)
ကျောက်ဆည်တန်း၊ ရန်ကုန်မြို့နယ်
☎ ၃၉၂၉၀၂ ☎ ၀၉၅၀ ၇၂၇၈၆

(၂)

တစ်ဖန်မြေရှင်အနေဖြင့် အဆိုပါငွေကို မိမိပြောပြခဲ့တိုက်ခန်းတွင်နေထိုင်မည့်ပိုင်ရှင်အသစ်တစ်ဦးအပေါ်တာဝန်ယူတာဝန်ခံပေးခြင်းကြောင့် ရယူခြင်းဖြစ်ပါကလည်း ရှိသမျှတရားတော်အရ တာဝန်ယူမှုတာဝန်ခံမှုအပေါ် အခကြေးငွေယူပိုင်ခွင့်မရှိသည့်အတွက် ရယူခံစားခွင့်မရှိပေ။

မှတ်ချက်။ ။ အချို့သောပြည်ပဓမ္မသတ်ဌာနများက ထိုသို့ကောက်ခံသောငွေကို တိုက်ခန်းပိုင်ရှင်အသစ်အတွက် မြေငှားရမ်းခ၏အစိတ်အပိုင်းဟု သတ်မှတ်ကာ ထိုငွေကို လက်ခံရယူနိုင်ကြောင်း ဓမ္မသတ်မြေကြားထားသည်ကိုတွေ့ရသည်။ ၎င်းဓမ္မသတ်မြေကြားချက်ကို ကြို နိုင်ငံ၏အိမ်ခြံမြေရောင်းဝယ်ခြင်းဆိုင်ရာဥပဒေများနှင့်ထိုးတမ်းများအရ လေ့လာကြည့်သည့်အခါ ယင်းငွေကို မြေငှားရမ်းခ၏အစိတ်အပိုင်းဟု သတ်မှတ်၍ မရနိုင်ကြောင်း တွေ့ရှိရသည်။ အဘယ်ကြောင့်ဆိုသော် မြေရှင်သည် အိမ်ဝယ်ယူသူထံမှ တန်ရာတန်ကြေးရယူခဲ့ပြီး နေထိုင်ပိုင်ခွင့်အတွက် ဥပစာကို အပြီးအပိုင်လွှဲပြောင်းပေးအပ်ခဲ့ပြီးဖြစ်ရာ နောက်နောင်အဆိုပါအိမ်ခန်းပိုင်ရှင်(ရောင်းသူ)နှင့် ဝယ်ယူနှစ်ဦးကြား ဝင်ရောက်စွက်ဖက်ခွင့်မရှိတော့ပေ။ ၎င်းအနေဖြင့် မြေငှားရမ်းခြင်းအတွက် သတ်မှတ်ထားသည့် လစဉ်ကောက်ခံနေသောကာလပေါက်စေ့နှင့်အညီ သတ်မှတ်ထားသောမြေငှားရမ်းခကိုသာ ရယူခံစားခွင့်ရှိမည်ဖြစ်သောကြောင့် အဆိုပါရာခိုင်နှုန်းငွေကို မြေငှားရမ်းခ၏အစိတ်အပိုင်းအဖြစ် သတ်မှတ်ခြင်း အလွင်းမရှိပေ။ တိုက်ခန်းအရောင်းအဝယ်စာချုပ်၌လည်း မြေရှင်အားပေးရသောငွေကို မြေငှားရမ်းခ၏တစ်စိတ်တစ်ဒေသအဖြစ်ပေးခြင်းဖြစ်သည်ဟု ဖော်ပြထားခြင်းမရှိဘဲ အမည်ပြောင်းခဟုသာ ထည့်သွင်းဖော်ပြထားသည်ကို တွေ့ရှိရသည်။

တစ်ဖန်မြေငှားရမ်းခတစ်စိတ်တစ်ဒေသအဖြစ် ကောက်ခံရယူမည်ဆိုပါကလည်း ရောင်းသူဝယ်ယူကြားပြုလုပ်သော တိုက်ခန်းအရောင်းအဝယ်တွင် မြေငှားရမ်းခတစ်စိတ်တစ်ဒေသထည့်သွင်းခြင်းကို ကွန်တော်များအနေဖြင့် မည်သို့မျှ နားမလည်နိုင်ပေ။ ဥပဒေပညာရှင်များ၏အဆိုများအရလည်း အဆိုပါငွေကို မြေငှားရမ်းခတစ်စိတ်တစ်ဒေသအဖြစ် သတ်မှတ်နိုင်ခွင့်မရှိဟု သိရသည်။

သို့ဖြစ်ရာ အထက်တင်ပြပါအချက်အလက်များအရ အဆိုပါမြေရှင်မှ တောင်းခံသောငွေသည် ရှိသမျှတရားတော်အရ မိမိဘက်မှမည်သည့်ပေးဆပ်မှုမှမရှိဘဲ တောင်းခံနေသောငွေဖြစ်နေသည့်အတွက် မြေရှင်အနေဖြင့် အဆိုပါရာခိုင်နှုန်းငွေကို ရယူခံစားပိုင်ခွင့်မရှိပေ။ အကယ်၍ ၎င်းသတ်မှတ်ငွေပေးလျှင် မြေရှင်မှ လက်မှတ်မထိုးပေးသောကြောင့် အရောင်းအဝယ်မဖြစ်မြောက်နိုင်ပါက ရောင်းသူဝယ်ယူအနေဖြင့် ဆန္ဒမပါမကြည်ဖြူဘဲ ပေးခွင့်ရှိသော်လည်း မြေရှင်အနေဖြင့် ၎င်းငွေမျိုးကို မည်သည့်နည်းနှင့်မျှ ရယူခံစားပိုင်ခွင့်မရှိကြောင်း ဓမ္မသတ်မြေကြားလိုက်သည်။

အတည်ပြုသူ

ဟင်္သာမောင်လာနာမင်းသိန်းရဲ့ဟမ္မင်ဆွာဟိန်
ကျောင်းအုပ်ဆရာကြီးနှင့် ဓမ္မသတ်မှူးချုပ်
ဥပသတ်အရိယာတောင်ကသုလ်ကဏ္ဍာန်ကျောင်း
၁၈၃/၁၈၅၊ ၃၇-လမ်း (အလယ်)
၁၈ ကုတ်တန်းမြို့နယ်၊ ရန်ကုန်မြို့။



ဓမ္မသတ်မြေကြားသူ

မောင်လာနာမင်းသိန်းဟမ္မင်ဆွာဟိန်
အထက်တန်းပြဆရာနှင့် ဓမ္မသတ်မှူး
ဥပသတ်အရိယာတောင်ကသုလ်ကဏ္ဍာန်ကျောင်း
အမှတ် (၁၈၃/၁၈၅)၊ ၃၇-လမ်း (အလယ်)
ကျောက်ဆည်တန်းမြို့နယ်၊ ရန်ကုန်မြို့။

ကတိဝန်ခံချက်

ကျွန်ုပ်တို့အဖွဲ့အစည်းသည် မြေရှင်နှင့် ချုပ်ဆိုထားသည့်
မြေငှားရမ်းခနှင့် ပတ်သက်သည့် အခကြေးငွေနှင့် ပတ်သက်သည့်
အခကြေးငွေနှင့် ပတ်သက်သည့် အခကြေးငွေနှင့် ပတ်သက်သည့်
အခကြေးငွေနှင့် ပတ်သက်သည့် အခကြေးငွေနှင့် ပတ်သက်သည့်

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على رسوله الكريم

الجواب والله الموفق للصواب: بصورت مسئلہ نام تبدیلی کا فیس یہ پگڑی ہی کی ایک نوع ہے، چنانچہ پگڑی کے متعلق ہمارے دار الافتاء سے فتویٰ دیا گیا ہے اور اس میں جواز کی رائی کو ترجیح دی گئی ہے اسکے شرائط اور قیودات کے ساتھ، اور عدم جواز کی وجوہات بیان کی ہے اس کے جوابات بھی لکھے گئے ہیں جیسے خود سائل نے بھی اس بات کا تذکرہ کیا ہے، اور اسلامک فقہی اکیڈمی (انڈیا) کے زیر اہتمام پگڑی کے مسئلہ پر اجلاس منعقد ہوا جس میں اکثر حضرات کی رائی یہی ہے کہ اس رقم کا مالک زمین کو حاصل کرنے کا حق ہے۔

ملاحظہ ہو اس مسئلہ کو جدید فقہی مباحث میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے عام مشاہدہ کی بات ہے کہ کرایہ دار جائیداد کا قبضہ اس کے مالک کو لوٹاتے وقت یا کسی دیگر کرایہ دار کو مالک کی مرضی کے خلاف دیتے وقت جو رقم پگڑی میں حاصل کرتا ہے، وہ اس کے اپنے ذریعہ دی گئی پگڑی کی رقم سے زیادہ ہوتی ہے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کرایہ دار کو یہ اضافی پگڑی حاصل کرنے کا حق ہے؟ کرایہ دار کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو وہ اس کا حقدار معلوم ہوتا ہے۔ (صفحہ: 73)

وجہ اسکی یہ ہے کہ اگر وہ اتنی ہی زمین یا عمارت کہیں اور کرایہ پر لینا چاہے تو کچھ عرصہ قبل والی پگڑی کی شرح پر نہیں ملے گی، لہذا اسے اپنے پاس سے اضافی پگڑی کا انتظام کرنا پڑے گا، جائیداد کے مالک کے نقطہ نظر سے بھی یہ سود نقصان کا نہیں معلوم ہوتا جائیداد کی کرایہ داری تبدیل ہوتے وقت جیسے رسید بدلوانا بھی کہا جاتا ہے جائیداد کے مالک کو کچھ نہ کچھ حاصل ہی ہوتا ہے، عام طور پر اضافی پگڑی کا سارا بوجھ آنے والے کرایہ دار پر پڑتا ہے لیکن وہ بھی پورا امید ہوتا ہے کہ جب وہ جائے گا تو اسے اتنی پگڑی اور مزید اضافی پگڑی مل جائے گی اس طرح بظاہر اس میں ملوث کسی فریق کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ (صفحہ: 73)

لیکن پگڑی کے وہ اثرات جو معاشرہ اور معیشت پر پڑتے ہیں وہ بہت نقصان دہ ہے اور اجتماعی مفاد کے خلاف ہے، اور اس کے نتیجہ میں فطری طلب رسد متاثر ہو رہے ہیں زمینوں کی قیمت کے بجائے غیر فطری انتہائی اونچی قیمت متعین ہو رہی ہے عام انسانوں کی رہائش جیسی اہم اور بنیادی ضرورت پر غیر فطری اونچی قیمت کے نہایت منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں لہذا مفاد عامہ کے نقطہ نظر سے پگڑی کے رواج کو توثیق نہیں کی جاسکتی۔

اور سائل نے فتاویٰ محمودیہ کا ایک مسئلہ جس میں اس نوعیت کا سوال ہے جس میں سائل کو تردد ہے کہ یہ اسکی پوچھی ہوئی صورت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے یا نہیں؟ تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی نوعیت کا مسئلہ ہے البتہ اس میں سائل کی پوچھی ہوئی صورت کے برعکس مالک مکان نام تبدیل کا معاوضہ طلب کرتا ہے جبکہ سائل نے زمین کے مالک کا مالک مکان کا نام تبدیل کرنے کا معاوضہ کی صورت کی بات کی ہے بظاہر اس میں صرف نوعیت کا فرق ہے ورنہ حکم ایک ہی ہے کہ نام تبدیل کا معاوضہ لینا یہ انکا حق ہوگا، خود مفتی محمود حسنؒ نے اسکے جواب میں جواز کا حکم لگایا ہے اور اس معاوضہ کو مالک مکان کا حق ہونا واضح کیا ہے۔

والله تعالى أعلم بالصواب

کتبہ: عبد الله مدني

التاریخ: 20 مارچ 2020م / الموافق: 6 شعبان 1442ھ